https://t.me/faizanealahazrat

https://t.me/faizanealahazrat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب .... اصول فقہ حنفی

تصنیف .... مولانا بدر عالم مصباحی

صفحات ۱۱۲

قیمت 40

ناشر .... اسلامک پبلیشر

۴۴۷، گلی سروتے والی، مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

You Can Shop Online @ Books N Gifts.Net

Copy Right©2005 By Islamic Publisher
All Rights Reserved

Islamic Publisher

447 GaliSaroteyWall, Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6
www.IslamicPublisher.com , Email: Hamid@IslamicPublisher.com
Ph:(011)23284316, Fax: 23284582

https://t.me/faizanealahazrat

عرض ناشر

اسلامی کتابوں کی نشر واشاعت کے لئے دو سال پیشتر ''اسلامک پبلشر'' کا قیام عمل میں آیا۔ الحمد للہ اس قلیل عرصے میں اسلامک پبلشر ایک سو پچاس کتابیں شائع کر چکا ہے۔ ہماری تازہ اور نئی کتاب ''اصول فقہ حنفی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
اس کتاب کو مفتی بدر عالم صاحب مصباحی (استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) نے طلبہ واساتذہ کی آسانی نے لئے نہایت آسان اور مختصر میں اصول فقہ حنفی کے تقریباً تمام قواعد وضوابط کو نہایت حسن وخوبی کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ہم حضرت مفتی صاحب قبلہ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے نہایت جانفشانی کے ساتھ اس کتاب کی تالیف فرمائی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا عظیم اجر عطا فرمائے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ کو ہماری نئی کتاب پسند آئے گی۔ اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی خامی یا غلطی نظر آئے تو برائے کرم ہمیں مطلع فرمائیں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

والسلام

حامد رضا

مالک اسلامک پبلشر

ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء

https://t.me/faizanealahazrat

فہرست کتب

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

https://t.me/faizanealahazrat

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

اصول فقہ حنفی

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اصول فقہ: وہ علم ہے جس میں احکام فقہیہ کے اثبات ودلائل سے بحث کی جائے۔ یا ایسے اصول کا جاننا جن کے ذریعہ احکام شرعیہ عملیہ کی معرفت حاصل ہو، یا ایسے قواعد کا علم جن کی مدد سے فقہ ومسائل شرعیہ تک تحقیق کے ساتھ پہنچا جائے۔

اصول فقہ کا موضوع: ادلہ اربعہ اور احکام۔ بعض لوگوں نے صرف ادلہ اربعہ کو ہی موضوع قرار دیا ہے۔

غرض وغایت: ادلہ شرعیہ سے احکام کا استنباط اور سعادت دارین کا حصول۔

اصول: اصل کی جمع ہے۔ اصل کا لغوی معنی ہے، ما یبتنی علیہ غیرہٗ۔ وہ شی جس پر کسی غیر کی بنیاد ہو خواہ حسی طور پر ہو خواہ عقلی طور پر۔

فقہ کا لغوی معنی جاننا اور سمجھنا۔ متکلم کا مقصد جاننا۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ میں کی گئی ہے۔

فقہ: ”معرفۃ النفس ما لھا وما علیھا“ کا نام ہے یعنی نفس کا اپنے لئے نفع بخش اور نقصان دہ چیزوں کے جان لینے کا نام فقہ ہے۔

فقہ: ھو العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ۔

احکام شرعیہ عملیہ کو ان کے تفصیلی دلائل سے جان لینے کا نام فقہ ہے۔

فقہ: وہ علم ہے جس میں افعال مکلفین سے بحث کی جائے اس حیثیت سے کہ وہ حلال ہیں یا حرام، صحیح ہیں یا فاسد۔

فقہ کا موضوع: افعال مکلفین۔

فقہ کی غرض وغایت: افعال مکلفین کو حلال وحرام، صحیح وفاسد ہونے کی

https://t.me/faizanealahazrat

حیثیت سے جاننا اور سعادت دارین کا حصول۔

فقہ و شرع میں فرق: اصولیین نے کتب اصول فقہ میں اصول فقہ کی جگہ عموما اصول شرع کے الفاظ لکھا۔ جیسا کہ صاحب حسامی نے فرمایا: "فان أصول الشرع ثلثة، الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس المستنبط من هذه الاصول"۔ لفظ فقہ سے لفظ شرع کی جانب عدول کی وجہ یہ ہے کہ لفظ شرع عام ہے اور لفظ فقہ خاص ہے۔ لفظ شرع احکام عملیہ اور احکام اعتقادیہ دونوں کو شامل ہے اور لفظ فقہ صرف احکام عملیہ کے ساتھ خاص ہے۔ کتاب اللہ، سنت، اور اجماع امت صرف احکام عملیہ ہی کے اصول نہیں بلکہ احکام اعتقادیہ کے بھی اصول یہی ہیں۔ ہاں قیاس یہ صرف احکام عملیہ ہی کی اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی لئے جہاں اصول فقہ شمار کرایا جاتا ہے وہاں "اربعة" کا لفظ لکھا جاتا ہے۔ اور جہاں اصول شرع شمار کرایا جاتا ہے وہاں "ثلثة" کا لفظ لکھا جاتا ہے۔ قیاس کو الگ کر کے بیان کیا جاتا ہے۔

صاحب اصول الشاسی نے لفظ شرع کے بجائے لفظ فقہ لکھا تو یوں بیان کیا: فان اصول الفقه أربعة، كتاب الله و سنة رسول الله و اجماع الامة والقياس۔

بعض اصولیین نے قیاس کو بھی اصول ثلثہ کی طرح اصل مانا کہ جس طرح احکام اسلام اصول ثلثہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اسی طرح قیاس کی طرف بھی منسوب ہوتے ہیں۔ تو قیاس بھی انھیں کی طرح فقہ کی اصل ہے۔ اور جن لوگوں نے قیاس کو الگ رکھا ان کے نزدیک قیاس من وجہ اصل ہے اس اعتبار سے کہ حکم فقہی قیاس کی طرف بھی منسوب ہوتے ہیں اور من وجہ فرع ہے اس اعتبار سے کہ قیاس مثبت حکم نہیں ہوتا بلکہ صرف مُظہر حکم ہوتا ہے۔ اور اصل وہ ہوگا جو حکم شرعی کے لئے مثبت ہو۔ حاصل یہ کہ ان حضرات کے نزدیک بھی قیاس اصل ہے لیکن من کل الوجوہ نہیں اس لئے فرق مراتب ظاہر کرنے کے لئے اسے الگ کر کے بیان کرتے ہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

فقہ کے اصول اربعہ کی دلیل منصر: حکم فقہی کے لئے وحی الٰہی مثبت ہوگی یا غیر وحی، اگر وحی الٰہی مثبت ہے تو وحی الٰہی جلی ہے یا خفی اگر وحی الٰہی جلی ہے تو یہ کتاب اللہ ہے، اگر وحی الٰہی خفی ہے تو سنت رسول اللہ، اور اگر حکم شرعی کے لئے مثبت غیر وحی ہے تو یہ غیر وحی اجتہاد مجتہد ہوگا یا اجتہاد مجتہد نہیں ہوگا، اگر اجتہاد مجتہد ہے تو اجتہاد جمیع مجتہدین ہے تو یہی اجماع امت ہے اور کسی شخص واحد یا بعض مجتہدین کا اجتہاد ہے تو وہی قیاس ہے۔ اور اگر نہ وحی ہے نہ اجتہاد تو حجت شرعیہ ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دلیل حصر پر اعتراض: احکام شرعیہ ان اصول اربعہ کے علاوہ سے بھی ثابت ہوتے ہیں، مثلاً شریعت سابقہ، تعامل ناس، قول صحابہ، استصحاب حال وغیرہ۔ تو اب اصول کا چار ہی میں منحصر کرنا صحیح نہیں؟

جواب: شریعت سابقہ کے جن احکام کو شریعت محمدیہ نے قبول کرلیا اور برقرار رکھا تو وہ ہماری شریعت کے احکام کہلائیں گے اور کتاب اللہ یا سنت میں داخل ہوں گے، اسی طرح تعامل اجماع امت میں داخل اور قول صحابہ اگر مدرک بالعقل ہے تو قیاس کے تحت داخل ورنہ سنت میں داخل۔ اور استصحاب حال بھی قیاس میں داخل۔ حاصل یہ کہ اصول فقہ چار ہی ہیں۔

سوال: اصول فقہ میں کتاب اللہ کے بجائے قرآن، اور سنت رسول اللہ کے بجائے حدیث کیوں نہیں کہا؟

جواب: اصول فقہ میں اگر قرآن کو رکھا جاتا تو یہ صحیح نہ ہوتا اس لئے کہ قرآن کا اطلاق پورے "ما بین الدفتین" پر ہوتا ہے یعنی ہر ہر آیت قرآن ہے خواہ اس کا تعلق احکام عملیہ اور احکام اعتقادیہ سے ہو خواہ قصص وحکایات سے۔ اور ظاہر ہے کہ اصول فقہ میں قصص وحکایات داخل نہیں صرف وہی آیات کریمہ اصول فقہ ہیں جن کا تعلق احکام عملیہ اور احکام اعتقادیہ سے ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ پورا قرآن اصول فقہ نہیں بلکہ وہ آیات کریمہ جن کے ذریعہ بندوں پر اللہ تعالیٰ نے احکام لازم قرار دیا۔ انھیں آیات کو کتاب اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کتاب کا لغوی معنیٰ: "ما یفرض بہ" جس کے ذریعہ

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

کوئی چیز لازم قرار دی جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔"کتب علیکم الصیام"۔تم پر روزے فرض کیے گئے۔

حدیث کی جگہ سنت کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حدیث کو اصول فقہ نہیں بنایا جا سکتا اس لئے کہ حدیث پر عمل ناممکن ہے مثلاً عرش بریں پر سرکار کا تشریف لے جانا حدیث ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوسکتا ہے۔نو ازواج مطہرات سے شادی کرنا حدیث ہے لیکن کوئی شخص اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ بندۂ مومن بیک وقت صرف چار ہی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔تو پتہ چلا کہ تمام احادیث اصول فقہ نہیں ہو سکتیں۔صرف وہی احادیث اصول فقہ ہوں گی جن پر عمل کرنے کی شرعاً اجازت اور حکم ہو۔ایسی احادیث کا نام سنن رکھا جاتا ہے۔اس لئے کہ سنت نام ہے "الطریقة المسلوکة فی الدین" کا۔اسی لئے بندۂ مومن اہل سنت ہوسکتا ہے،اس کے لئے اہل حدیث بننا ممکن ہی نہیں۔ جو لوگ اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں قیامت تک اپنے اہل حدیث ہونے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ کے اقوال،افعال،اور تقاریر کا نام حدیث ہے۔

سنت کی تعریف: دین میں جس راستے پر چلا جائے وہی سنت ہے۔

اصول اربعہ کی تعریفات:

کتاب اللہ: وہ آیات قرآنیہ جن کا تعلق احکام شرع سے ہو۔ان آیات کی تعداد کل پانچ سو ہے۔

سنت رسول اللہ: اللہ کے رسول ﷺ کے وہ اقوال وافعال وتقاریر جن پر بندوں کو دین میں چلنے کی اجازت اور حکم ہو۔ان اقوال،افعال اور تقاریر کی تعداد تین ہزار ہے۔

اجماع امت: امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والتحیۃ کے تمام مجتہدین صالحین کے ایک زمانے میں کسی مسئلے پر اتفاق کا نام اجماع ہے۔

قیاس: کسی علت جامعہ کی بنیاد پر اصل کے حکم کو فرع کی طرف لے جانے کا نام قیاس ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

فائدہ: دلائل سمعیہ بھی کل چار ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) جس کا ثبوت بھی قطعی ہو اور مقصد پر دلالت بھی قطعی ہو جیسے قرآن پاک کی مفسر اور محکم نصوص اور سنت متواترہ جس کا مفہوم قطعی ہو۔

(۲) جس کا ثبوت قطعی ہو لیکن دلالت ظنی ہو جیسے وہ آیات جن کی تاویل کی گئی ہو۔

(۳) جس کا ثبوت ظنی ہو اور مقصد پر دلالت قطعی ہو جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو۔

(۴) جس کا ثبوت اور دلالت دونوں ظنی ہو جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہو۔

پہلی قسم سے فرض و حرام ثابت ہوگا۔ دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوگا۔ چوتھی قسم سے سنت اور مستحب ثابت ہوگا۔

نوٹ: اصول اربعہ میں سے ہر ایک پر تفصیلی بحث اپنے اپنے مقام پر علی الترتیب آگے آئیگی انشاء اللہ۔

https://t.me/faizanealahazrat

بحث اول کتاب اللہ کے الفاظ اور اسکے احکام کے بیان میں

صیغہ اور لغت کے اعتبار سے لفظ کی کل چار قسمیں ہیں:

(۱) خاص (۲) عام (۳) مشترک (۴) مؤول

خاص: وہ لفظ ہے جو معنی معلوم یا مسمٰی معلوم کے لئے وضع کیا گیا ہو انفراد کے طور پر۔ معنی معلوم سے مراد امور ذہنیہ اور مسمی معلوم سے مراد امور خارجیہ۔ خاص کا اطلاق امور ذہنیہ پر بھی ہوتا ہے اور امور خارجیہ پر بھی ہوتا ہے اسی لئے تعریف میں دونوں امور کی رعایت کی گئی۔ مثلاً زید، تو اس کا ایک مفہوم ہے جو ذہن میں ہے اور ایک ہے اس کا تشخص جو خارج میں محسوس کیا جا تا ہے۔ مفہوم معنی معلوم ہے اور تشخص خارجی مسمی معلوم ہے۔ مفہوم و معنی قائم بغیرہ ہوتا ہے اور مسمی قائم بنفسہ ہوتا ہے۔ معنی کی مثال علم، جہل، سواد، بیاض وغیرہ۔ مسمی کی مثال، زید، گھر، انسان، گھوڑا وغیرہ۔

نوٹ: خاص کی تعریف مذکور خاص العین کی ہے۔ خاص الجنس یا خاص النوع کی نہیں۔

خاص الجنس: وہ لفظ ہے جو ایسے معنی معلوم کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے تحت کثیرین مختلفین با لاغراض شامل ہوں۔ جیسے انسان۔

خاص النوع: وہ لفظ ہے جو ایسے معنی معلوم کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے تحت کثیرین متفقین با لاغراض شامل ہوں۔ جیسے رجل۔

خاص کا حکم: کتاب اللہ کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اس پر قطعی یقینی طور پر عمل واجب ہے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔

امام شافعی کے نزدیک قطعی یقینی طور پر عمل واجب نہیں۔ اس لئے کہ لفظ کبھی غیر موضوع لہ کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ اور احتمال و یقین اکٹھا نہیں ہوتے۔

جب احناف کے نزدیک خاص پر یقینی طور پر عمل واجب ہے تو اگر خاص کے مقابل میں خبر واحد یا قیاس آجائے اور تطبیق ممکن نہ ہو تو خبر واحد اور قیاس کو چھوڑ دیا جائیگا۔

مثال: لفظ ثلٰثۃ، آیت کریمہ۔ "والمطلّقات یتربصن با نفسھن ثلٰثۃ قروء

https://t.me/faizanealahazrat

میں عدد معلوم ہے، اس پر یقینی طور پر عمل واجب ہے۔اس لئے آیت کریمہ کا مفہوم ایسا لیا جائیگا جس میں ثلٰثہ پر عمل قطعی طور پر ہو جائے۔

آیت کریمہ میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے کہ بعد طلاق عدت کیسے گذاریں۔ارشاد فرمایا، مطلقہ عورتیں اپنے کو تین قروء رو کے رکھیں۔قروء کا معنی حیض لیا جائے اسی وقت ثلٰثہ پر عمل ممکن ہوگا۔اگر قروء کا معنی طہر لیں تو ثلٰثہ پر کماحقہٗ عمل نہ ہو سکے گا۔ثلٰثہ لفظ خاص پر کماحقہٗ عمل کے لئے ضروری ہے کہ قروء بمعنی حیض لیا جائے۔

حضرات شوافع نے قروء بمعنی طہر لیا اور احناف نے حیض کے معنی میں لیا۔

واضح رہے کہ لفظ قروء ،قرء کی جمع ہے۔اس کا لغوی معنی طہر بھی ہے اور حیض بھی ہے۔

آیت کریمہ میں قــروء بمعنی اطہار لینے میں خرابی کیا ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے۔کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عورتوں کو طلاق حالت طہر ہی میں دی جائے،اب اس ارشاد کی روشنی میں اگر حالت طہر میں طلاق دی گئی تو عدت اگر طہر ہی سے شمار کی جائے تو یہ طہر جس میں طلاق دی گئی تو یہ اور اس کے بعد دو طہر۔ظاہر ہے تین طہر کامل نہ ہوگا بلکہ دو اور ایک کا بعض۔اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے الگ سے تین طہر لیا جائے تو عدت کے ایام تین طہر سے بڑھ جائیں گے۔اس وقت بھی کامل تین پر عمل نہ ہوا۔بلکہ تین اور چوتھے کا بعض بھی عدت کے تحت رہا۔

دوسری مثال:قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم ۔آیت مبارکہ میں لفظ''فرضنا'' خاص ہے جس پر عمل واجب ہے یعنی نکاح میں مہر کی تعیین کا حق شرع کو ہے اس لئے کہ آیت کریمہ میں فرض کی نسبت اللہ عزوجل نے اپنی طرف فرمائی ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض مہر یعنی تقدیر مہر کا حق اللہ ہے۔بندوں کو اس سے کم کرنے کی اجازت نہیں۔آیت کریمہ تقدیر مہر میں مجمل تھی جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمادیا۔ارشاد فرمایا۔لا مھر اقل من عشرۃ دراھم۔ یعنی مہر دس درھم سے کم نہیں۔تو اب تقدیر شرعی مہر کے لئے دس درہم ہوگئی اس سے کم کرنے کا حق بندوں کو نہیں،ہاں زیادہ کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ کی تعیین نہیں۔اور زیادہ دینا مقتضائے حکم الٰہی ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

حضرات شوافع نے ہر اس چیز کو مہر مان لیا جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھے یہ کتاب اللہ کے خاص پر زیادتی ہے۔ شوافع نے نکاح کو عقد مالی قرار دیا کہ بندہ دوسرے عقود مالیہ کی طرح یہاں بھی جو چاہے متعین کرے۔

تیسری مثال: "حتیٰ تنکح زوجا غیرہٗ"۔ یہ آیت کریمہ اس سلسلے میں خاص ہے کہ طلاق مغلظہ کے بعد عورت شوہر اول کے پاس آنا چاہے تو اس کی جانب سے کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہونا ضروری ہے۔ اس آیت میں "تنکح" واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت خود نکاح کر سکتی ہے۔ اجازت ولی کی ضرورت نہیں۔ تو ایما امرأۃ نکحت نفسها بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل باطل باطل، کی بنیاد پر کتاب اللہ کے خاص پر عمل کو چھوڑا نہ جائے گا۔ ورنہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی لازم آئیگی۔

اعتراض: جب لفظ "تنکح" خاص ہے تو من کل الوجوہ خاص ہوگا اور لفظ نکاح عقد پر بولا جاتا ہے تو زوج ثانی سے عقد کے بعد ہی زوج اول کے لئے عورت کو حلال ہو جانا چاہیئے وطی کی بھی شرط لگانا کتاب اللہ کے خاص پر زیادتی ہوگی جو جائز نہیں اور احناف عقد کے ساتھ ساتھ وطی کی بھی شرط لگاتے ہیں۔

جواب: احناف نے عقد کے ساتھ ساتھ وطی کی بھی جو شرط لگائی ہے وہ خبر مشہور کی بنیاد پر ہے۔ اور خبر مشہور سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ وہ خبر مشہور یہ ہے۔

إن امرأۃ رفاعۃ جاءت إلی الرسول علیه السلام فقالت: إن رفاعۃ طلقنی ثلثا فنکحت بعبد الرحمٰن بن الزبیر فما وجدتهٗ إلا کهدنۃ ثوبی هذا تعنی وجدتهٗ عنینا فقال علیه السلام أتریدین أن تعودی إلی رفاعۃ قالت: نعم، فقال: لا، حتیٰ تذوقی من عسیلته و یذوق عسیلتك۔

ترجمہ: حضرت رفاعہ کی بیوی رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض کیا کہ رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دیدی تو میں نے عبد الرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا تو میں نے

https://t.me/faizanealahazrat

ان کو اپنے اس ڈھیلے کپڑے کی طرح پایا۔ وہ مراد لے رہی تھیں کہ میں نے ان کو عنین پایا تو رسول علیہ السلام نے فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا نہیں، یہاں تک کہ تو اس کا مزہ چکھ لے اور وہ تیرا مزہ چکھ لے۔

ایک شبہ: "تنکح" لفظ مشترک ہے "عقد" کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور "وطی" کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "ناکح الید ملعون" ہاتھ سے وطی کرنے والا ملعون ہے۔ جب لفظ نکاح وطی کے معنی میں بھی مستعمل ہے تو وطی کی شرط میں حدیث مشہور پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

ازالۂ شبہ: قرآن مجید میں لفظ "تنکح" آیا ہے۔ اور واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اسے وطی کے معنی میں لینے پر لازم آئیگا کہ وطی کی نسبت عورت کی طرف ہو جائے حالانکہ وطی کی نسبت عورت کی طرف صحیح نہیں اس لئے کہ عورت موطوءہ ہوتی ہے نہ کہ واطیہ۔ حاصل یہ کہ وطی کی نسبت عورت کی طرف اس کے فاعل ہونے کی حیثیت سے متعذر ہے تو اب "تنکح" کو عقد ہی کے معنی میں لیا جاسکتا ہے۔ اور حدیث مشہور سے وطی کی شرط ثابت ہوگی۔

عام: وہ لفظ ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو۔

عام کی دو قسمیں ہیں: (۱) عام لفظی (۲) عام معنوی

عام لفظی: وہ عام ہے جس کا لفظ بھی افراد کو شامل ہو۔ جیسے مسلمون۔ رجال۔ نسآء۔

عام معنوی: وہ عام جس کا صرف معنی افراد کو شامل ہو۔ جیسے من، ما، رھط، قوم۔

اعتراض: نکرہ تحت نفی بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے جیسے لا رجل فی الدار، ما رأیت رجلا۔ تعریف مذکور اس کو شامل نہیں، تو تعریف جامع نہیں ہوئی۔

جواب: عام کی تعریف مذکور عام حقیقی کی ہے اور "لا رجل فی الدار" میں "رجل" کا عموم مجازی ہے۔ تو اگر یہ تعریف مذکور سے خارج ہو تو کوئی قباحت نہیں۔

عام باعتبار حکم دو قسموں پر ہے۔ (۱) عام خص عنہ البعض (۲) عام لم یخص عنہ شیء

(۱) عام خص عنہ البعض: وہ عام جس کے بعض افراد کو خاص کرلیا گیا ہو، خواہ بعض معلوم ہو، یا بعض مجہول۔

https://t.me/faizanealahazrat

(۲) عام لم یخص عنہ شی: وہ عام جس کے کسی فرد کو خاص نہ کیا گیا ہو۔

عام خص عنہ البعض کا حکم: قطعی یقینی نہیں ہوتا لیکن عمل واجب ہوتا ہے۔ قطعی یقینی نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب بعض معلوم کو خاص کیا گیا تو ممکن ہو گا کہ کسی علت کی بنیاد پر خاص کیا گیا ہو گا پھر وہ علت بعض دوسرے افراد میں بھی ہو سکتی ہے تو انھیں بعض معلوم کو کیوں خاص کیا گیا یا انھیں کی کیا تخصیص۔ اسی احتمال کی وجہ سے حکم قطعی یقینی نہ رہے گا البتہ بعض معلوم کے علاوہ افراد پر عمل واجب ہو گا اور بعض مجہول کی تخصیص تو احتمال تخصیص جملہ افراد میں ہے اس لئے حکم کا یقینی نہ ہونا ظاہر ہے۔

عام لم یخص عنہ شی کا حکم: قطعی یقینی طور پر تمام افراد پر عمل واجب ہو گا۔

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بھی حکم یقینی نہ ہو گا بلکہ احتمال کے ساتھ عمل واجب ہو گا۔ اس لئے کہ خصوص کا احتمال ہمیشہ باقی رہے گا۔ اور احتمال خصوص کے ساتھ حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔

عام خص عنہ البعض المعلوم کی مثال: اقتلوا المشرکین ولا تقتلوا اهل الذمة۔

عام خص عنہ البعض المجہول کی مثال: اقتلوا المشرکین ولا تقتلوا بعضهم۔

عام لم یخص عنہ شی کی مثال: فاقرأوا ما تيسر من القرآن۔ لا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه۔ امهاتكم اللاتى ارضعنكم۔

آیات ثلثہ لم یخص عنہ شی کی مثالیں ہیں اسی لئے خبر واحد لا صلوة الا بفاتحة الكتاب کی بنیاد پر جواز نماز سورۂ فاتحہ پر موقوف نہ رہے گا بلکہ قرآن کی کسی بھی آیت کو پڑھ لینا فرضیت کے لئے کافی ہو گا۔ اسی طرح قصداً بسم اللہ چھوڑ کر ذبح کرنے والے کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہ ہو گا، خبر واحد کلوه فان تسمية الله تعالى فى قلب كل امرء مسلم کی بنیاد پر اگر جائز کر دیا جائے تو سرے سے کتاب اللہ کا حکم ہی ختم ہو جائے گا لہٰذا آیت کریمہ کے عموم

https://t.me/faizanealahazrat

کو باقی رکھتے ہوئے خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا اور اسے صرف ناسی بھول کر چھوڑنے والے کے ساتھ خاص مانا جائے گا۔ اسی طرح خبر واحد لا تحرم المصّة ولا المصّتان کی بنیاد پر آیت کریمہ امھاتکم الّاتی ارضعنکم کا عموم ختم نہ ہوگا۔ اور حرمت رضاعت ایک چسکی دو چسکی سے بھی ثابت ہوگی۔
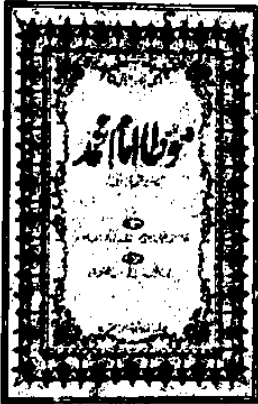
https://t.me/faizanealahazrat

بحث الفاظ عموم

بعض الفاظ، لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے عموم پر دلالت کرتے ہیں۔ اور بعض صرف معنی کے اعتبار سے معنی عموم پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ وہ الفاظ جو معنی اور صیغہ دونوں اعتبار سے معنی عموم پر دلالت کرتے ہیں، وہ جمع کے صیغے ہیں خواہ جمع قلت ہو یا جمع کثرت، جمع سالم ہو یا جمع مکسر۔ جیسے رجـــال، مسلمون، انوار، اعونة، ادلة وغیرها۔

☆ وہ الفاظ جو صرف معنی کے اعتبار سے عام ہیں اور لفظاً واحد ہیں۔ وہ چند ہیں۔

(۱) قوم، رھط: قوم تین سے دس تک اور رھط تین سے نو تک افراد کے لئے مستعمل ہیں۔

لفظ قوم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب تک افراد مجتمع نہیں ہوتے اس وقت تک اس کا استعمال صحیح نہیں ہوتا۔ اس کے لئے افراد کا مجتمع ہونا شرط ہے۔

(۲) مـــن، مـــا: ان دونوں لفظوں کی اصل عموم ہے لیکن کبھی کبھی خصوص پر بھی دلالت کرتے ہیں بشرطیکہ قرینہ خصوص موجود ہو۔

من کی اصل یہ بھی ہے کہ ہمیشہ ذوی العقول افراد کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ ہاں مجازاً کبھی غیر ذوی العقول کے لئے استعمال کر دیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فمنهم من يمشي على بطنه" ما کی اصل یہ ہے کہ ہمیشہ غیر ذوی العقول کے لئے مستعمل ہوگا۔ اور مجازاً کبھی ذوی العقول کے لئے استعمال کر دیا جاتا ہے۔ جیسے مافی بطنك ان كان غلاما فانت حرة میں لفظ ما ذوی العقول کے فرد پر بول دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔ والسمآء وما بنٰها میں ما سے مراد ما نہیں بلکہ من ہے۔

(۳) کل: یہ اسم پر داخل ہوتا ہے اور اسم میں عموم افراد پیدا کرتا ہے یعنی لفظ کل احاطۂ افراد کے لئے ہے على سبيل الانفراد لا على سبيل الاجتماع۔ اس میں افراد کے مجتمع ہونے کی شرط نہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

فائدہ: لفظ کل اگر نکرہ پر داخل ہو تو عموم افراد کا افادہ کرے گا اور اگر معرف باللام پر داخل ہو تو عموم اجزا کا افادہ کرے گا۔

مثالیں: زید اکل کلّ تفاح ۔زید نے ہر ایک ایک سیب کھایا۔زید اکل کل التفاح ۔زید نے سیب کا ہر ہر جز کھایا۔

اسی طرح کسی نے اپنی بیوی سے کہا، انت طالق کل تطلیقة یعنی تجھ پر ہر ایک ایک طلاق ہے۔تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔اور اگر یوں کہا، انت طالق کل التطلیقة ۔تم پر طلاق کی ہر ہر جز ہے تو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

اسی طرح اہل عرب " اکل کل رمان "کو سچ مانتے ہیں اور" اکل کل الرمان " کو جھوٹ ۔کہ رمان کا ہر ہر جز نہیں کھایا جا سکتا۔

لفظ کل جب لفظ ما پر داخل ہو اور اس کے بعد کوئی فعل ہو تو لفظ کل عموم افعال کا فائدہ دیتا ہے اور ضمنی طور پر عموم اسما کا بھی ۔جیسے کلما تزوجت امرأة فهي طالق میں، جب جب کسی عورت سے شادی کروں اس کو طلاق ۔اس جملے کی بنیاد پر قائل جب جب کسی عورت سے شادی کریگا اس کی بیوی پر طلاق پڑ یگی۔

فائدہ: کلما تزوجت امرأة فهي طالق. اگر کوئی شخص بول گیا۔تو اس کے لئے زندگی دشوار ہوگی کہ زندگی بھر بے عورت کے رہنا پڑیگا۔فقہاء کرام نے ایسے شخص کے لئے ایک حیلہ بیان فرمایا ہے وہ حیلہ ہے کہ ایسا قائل نکاح فضولی کرے تو اس مصیبت سے نجات پا سکتا ہے۔

(۴) الجمیع :لفظ جمیع بھی عموم افراد کے لئے مستعمل ہے علیٰ سبیل الاجتماع علیٰ سبیل الانفراد نہیں۔

مثال: جمیع من جاء فی المسجد اولا فلهٗ عشر روبیات ۔اب اگر ایک ساتھ مسجد میں دس شخص آگئے تو دسوں کو دس روپئے دے دیئے جائیں گے وہ آپس میں تقسیم کریں۔اور اگر یہ کہا جاتا کل من جآء فی المسجد اولا فلهٗ

https://t.me/faizanealahazrat

عشر روبیات ۔اس میں ہر ہر شخص کو دس دس روپے دینا ہوگا۔اور اگر یہ کہتا کہ من جآء اولا فی المسجد ۔اور ایک ہی ساتھ دس شخص مسجد میں داخل ہو گئے تو کسی کو کچھ نہ ملے گا۔

(۵) نکرہ تحت نفی: یہ بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔نکرہ اگر تحت نفی من استغراقیہ کے معنی کو متضمن ہے تب تو قطعی طور پر عموم کے لئے ہے۔اور اگر من استغراقیہ کے معنی کو متضمن نہیں تو اس وقت بھی عموم ہی کے لئے ہے لیکن خصوص کا بھی احتمال رہتا ہے۔پہلے کی مثال: لاالٰہ الااللّٰہ ۔دوسرے کی مثال ما انزل اللّٰہ علیٰ بشر من شیٔ۔

فائدہ: نکرہ تحت اثبات خصوص کا فائدہ دیتا ہے اور اوصاف کے اعتبار سے مطلق رہتا ہے۔جیسے خذ ثوبًا ، یہ خاص ثوب واحد غیر معین کے لئے ہے البتہ اوصاف کے اعتبار سے مطلق ہے تو لینے والا چاہے تو کالا لے،سفید لے،لال لے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نکرہ تحت اثبات کو بھی عموم کے لئے مانتے ہیں ان کی دلیل آیت کریمہ "فتحریر رقبۃ" ہے۔کہ رقبہ،مومنہ،کافرہ،گوری کالی سب کو شامل ہے۔

(۶) نکرہ تحت اثبات: جو کسی صفت عامہ سے متصف ہو وہ بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔جیسے لا اکلم احدا الا رجلا کوفیا

(۷) لام تعریف: ایسے اسم پر داخل ہو جس میں تعریف کا احتمال نہ ہو یہ بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔جیسے ان الانسان لفی خسر۔ظاہر ہے کہ انسان ایسا اسم ہے جس کے افراد معہود نہیں نہ اس کا ذکر ہی پہلے کہیں گذرا تو اب اس میں الف لام برائے تعریف ہونے کا احتمال نہیں لہٰذا یہ الف لام افادۂ عموم کے لئے ہوگا۔

تنبیہ مفید: ایک لفظ بشکل نکرہ لایا گیا پھر اسی لفظ کو آنے والی عبارت میں بشکل معرفہ استعمال کیا گیا تو اس معرفہ سے عین اول مراد ہوگا۔جیسے انا ارسلنا الیٰ فرعون رسولا فعصیٰ فرعون الرسول، مثال مذکور میں "الرسول سے" مراد وہی ہے جو "رسول" اسے مراد ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

ایک لفظ نکرہ استعمال کیا گیا اس کے بعد آنے والی عبارت میں وہی لفظ پھر نکرہ استعمال کر دیا گیا تو دونوں کی مراد الگ الگ ہوگی۔ جیسے جاء رجل و ذھب رجل۔

ایک لفظ معرفہ استعمال کیا گیا اس کے بعد آنے والی عبارت میں پھر وہی لفظ بشکل معرفہ ہی لادیا گیا تو دونوں کی مراد ایک ہی ہوگی۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ دونوں عسر سے مراد ایک ہی ہے۔

فیوض غوث یزدانی

ترجمہ الفتوح الربانی

پند و نصائح
شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ
صفحات: ۸۸۲

ترجمہ
مولانا محمد ابراہیم قادری بدایونی
قیمت: ۳۰۰

پیران پیر غوث اعظم دستگیر کے خطبات و نصائح کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔ جس کا مطالعہ ہماری مردہ روحوں میں زندگی کی تازگی پیدا کر دیتا ہے۔ غوث الاعظم کے اقوال کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دیکھانے کے مترادف ہوگا۔ ایمانی حرارت میں تازگی پیدا کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

مبحث الامر والنهی

امر اور نہی دونوں خاص ہوتے ہیں۔اس لئے ان کے احکام بھی وہی ہوں گے جو خاص کے ہیں۔

امر: وہ لفظ ہے جس کے ذریعے قائل اپنے غیر سے استعلا کے طور پر کچھ کرنے کو کہے۔ استعلا کا مطلب یہ ہے کہ قائل اپنے کو بڑا تصور کرتے ہوئے کسی کام کو کرنے کا حکم کرے۔خواہ وہ حقیقت میں بڑا ہو یا بڑا نہ ہو۔

امر کا حکم: وجوب ہے یعنی امر سے وجوب ثابت ہوگا۔خواہ منع کے بعد ہو یا منع سے پہلے۔یعنی امر مطلقًا وجوب کے لئے ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔

امر للوجوب کے دلائل:

(۱) مامورین مکلفین کے اختیارات کا ختم ہونا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امر بالنص پر عمل واجب ہے۔قرآن مجید میں ہے۔وماکان لمومن و لا مومنة اذا قضی اللّٰہ ورسوله امرًا ان یکون لهم الخیرة من امرهم۔

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہونچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

(۲) تارک امر کا مستحق وعید ہونا: یہ وعید ترک واجب ہی پر ہے۔قرآن مجید میں ہے۔فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم۔ ترجمہ وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ پہونچے یا ان پر کوئی دردناک عذاب پہونچے۔

(۳) دلالت اجماع: اہل لغات اور اہل زبان و عرف کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب بھی کسی سے کوئی کام مطلوب ہوتا ہے تو امر ہی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور طلب کامل وجوب ہی ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

نوٹ: نفس اجماع امر للوجوب پر نہیں ہے اسی لئے دلائل میں دلالت اجماع ذکر کیا گیا نفس اجماع نہیں۔

(۴) عقل: عقل انسانی بھی اس بات کی مقتضی ہے کہ ایک مالک اپنے نوکر یا غلام کو کوئی حکم کرتا ہے تو اس کا مقصد وجوب ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے نہ کرنے پر غصہ ہوتا ہے بسا اوقات سزا بھی دیتا ہے۔

امر کا اصل معنی تو وجوب ہی ہے لیکن قرائن کی بنیاد پر کبھی کبھی دوسرے معانی بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں میں امر کے دوسرے معانی بہت زیادہ مذکور ہیں۔ چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) وجوب: جیسے اقیموا الصلوٰۃ
(۲) اباحت: جیسے فاصطادوا
(۳) ندب: جیسے فکاتبواھم ان علمتم فیھم خیرا
(۴) تھدید: جیسے اعملوا ما شئتم
(۵) تعجیز: جیسے فاتوا بسورۃٍ من مثلہٖ
(۶) ارشاد: جیسے اشھدوا ذوی عدل منکم
(۷) تسخیر: جیسے کونوا قردۃً خاسئین
(۸) امتنان: جیسے کلوا مما رزقکم اللّٰہ
(۹) اکرام: جیسے ادخلوھا بسلام آمنین
(۱۰) اہانت: جیسے ذق انک انت العزیز الکریم
(۱۱) تسویہ: جیسے اصبروا أو لاتصبروا
(۱۲) دعا: جیسے اللھم اغفر لی
(۱۳) تمنی: جیسے یا مالک لیقض علینا
(۱۴) احتقار: جیسے القوا ما انتم ملقون
(۱۵) تکوین: جیسے کن فیکون

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

(۱۶) تادیب: جیسے کل مما یلیك

(۱۷) انذار: جیسے قل تمتع بکفك قلیلا

وجوب کے علاوہ اباحت یا ندب کے معنی میں قرائن کی بنیاد پر اگر امر مستعمل ہو تو بعض لوگوں کے نزدیک مجاز ہوگا کہ اصل معنی موضوع لہ کے غیر میں مستعمل ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک حقیقت ہی رہے گا کہ اباحت اور ندب وجوب کا حصہ ہیں۔

امر نہ تکرار چاہتا ہے نہ تکرار کا احتمال رکھتا ہے

امر وجوبی طور پر نہ تکرار کا مقتضی ہوتا ہے نہ تکرار کا احتمال رکھتا ہے۔ جیسے صلوا کا معنی افعلوا الصلوٰۃ مرۃ یعنی ایک بار نماز پڑھو۔

دلیل: صیغہ امر مثلاً "افعل" کا معنی ہے اَطْلُبُ مِنْكَ الْفِعْلَ اس میں الفعل مصدر ہے۔ جو مفرد ہے اور مفرد نہ تکرار کو چاہتا ہے نہ تکرار کا احتمال رکھتا ہے۔ یعنی مصدر کا لفظ مثلاً الضرب یہ مفرد ہوا کرتا ہے اور جو بھی مفرد ہوگا وہ تعدد کا نہ مقتضی ہوگا اور نہ تعدد کا احتمال رکھے گا۔ اس لئے کہ عدد اور فرد میں منافات ہے۔ عدد نام ہے ما یترکب من الافراد کا اور فرد نام ہے ما لا ترکب فیه کا، ترکب اور عدم ترکب میں منافات ہے۔ اسی لئے مرد اگر اپنی بیوی سے طلقی نفسك کہے تو عورت کو صرف ایک ہی طلاق لینے کا حق ہوگا۔ دو کی نیت کرنا صحیح نہ ہوگا۔ ہاں اگر تین کی نیت کرے تو یہ صحیح ہوگا۔ تین کی نیت اس لئے صحیح ہے کہ تین طلاق واحد ہی ہے باعتبار حکم کے اور ایک طلاق واحد ہے حقیقت کے اعتبار سے اور دو طلاق کسی اعتبار سے واحد نہیں نہ حقیقۃً نہ حکماً۔ ہاں اگر عورت باندی ہوتی تو اس کے حق میں دو طلاق بھی واحد حکمی ہو جاتا۔

سوال: صلوا اقیموا الصلوٰۃ۔ آتوا الزکوٰۃ۔ میں نماز یا روزہ ایک بار ادا کر لینے زکوٰۃ دیدینے سے امر کا موجب پورا ہو جانا چاہیئے حالانکہ نماز دن بھر میں پانچ بار اور زکوٰۃ ہر سال واجب ہوتی ہے جس سے تکرار کا مفہوم واضح ہے۔

جواب: ان عبادات میں تکرار صیغہ امر کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اسباب کی بنیاد پر تکرار ہوتی ہے۔ اسباب کی تکرار مسبب کی تکرار کو چاہتی ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

فائدہ: اسم فاعل بھی اپنے ضمن میں مصدر لئے رہتا ہے اس لئے اسم فاعل بھی نہ تکرار کا مقتضی ہوگا نہ عدد کا احتمال رکھے گا اسی لئے آیت کریمہ السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بماكسبا کی روشنی میں سارق اور سارقہ کا ایک ہی سرقہ مراد ہوگا اور فعل واحد سے ایک ہی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

امام شافعی کا مذہب: امر اور اسم فاعل دونوں تکرار کا احتمال رکھتے ہیں۔ اسی لئے شوافع کے یہاں طلقی نفسك میں عورت کو ایک اور دو اور تین طلاق لینے کا بھی اختیار ہوگا۔

کلام امام احمد رضا کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ
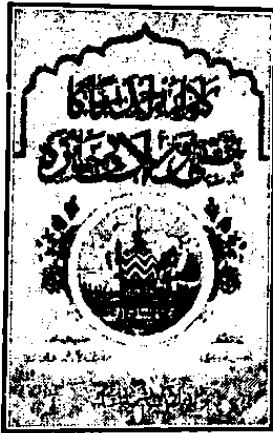
تجزیہ نگار: شمش بریلوی

صفحات: ۱۳۲

قیمت: ۴۵

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر لکھی جانے والی ایک بہترین دستاویز۔ جس کو محترم شمش بریلوی نے کثیر مطالعہ اور انتہائی محنت کے بعد ترتیب دیا ہے۔ کلام امام احمد رضا سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک انتہائی نادر کتاب ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

ادا اور قضا کا بیان

امر کا حکم وجوبی دو قسموں پر ہے۔(۱) اداء (۲) قضا

ادا: امر کے ذریعہ جو واجب ہو اس کو بعینہ مستحق کی بارگاہ میں سپرد کر دینے کا نام ادا ہے۔ یعنی واجب بالامر کو وقت معین میں عدم سے وجود کی طرف لے آنے کو ادا کہتے ہیں۔

قضا: مستحق کی بارگاہ میں بندے کا اپنی جانب سے واجب بالامر کا مثل پیش کر کے اسقاط واجب کا نام قضا ہے۔

فائدہ: مجازاً ادا کو قضا کی جگہ، قضا کو ادا کی جگہ بول دیا جاتا ہے اسی لئے اگر نیت کرتے وقت قضا کی جگہ ادا یا ادا کی جگہ قضا کا لفظ منہ سے نکل گیا تو کوئی حرج نہیں۔ مثلا نویتُ ان اقضیْ صلوٰة الظهر کہنا تھا تو نویت ان أؤدی صلوٰة الظهر زبان سے نکل گیا۔

نوٹ: اس سلسلے میں مشائخ اصول فقہ کا اختلاف ہے کہ قضا واجب ہونے کے لئے وہی امر کی نص سبب بنے گی جو ادا کے لئے سبب تھی یا کوئی دوسرا امر وجوب قضا کا سبب ہوگا۔ اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک قضا کے لئے بھی وہی امر سبب وجوب بنے گا جو ادا کے لئے تھا۔ الگ سے کسی دوسرے امر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اصل واجب بندے کے ذمہ مثل واجب پیش کرنے پر قدرت ہونے کی وجہ سے باقی رہتا ہے۔ وقت ختم ہونے کی بنا پر وہ واجب ذمہ سے ساقط نہیں ہو جاتا۔

عراقی مشائخ حنفیہ اور اکثر شوافع کے نزدیک قضا کے لئے نص جدید ہوتی ہے۔ مثلاً نماز قضا کے لئے حدیث شریف فاذا نسی احدکم صلوٰة او نام عنها فلیصلها اذا ذکرها۔ روزے کی قضا کے لئے ارشاد ربانی ہے فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر۔

https://t.me/faizanealahazrat

احناف کا جواب: یہ دونوں نصوص قضا کے لئے نص جدید نہیں بلکہ یہ دونوں تنبیہ کے لئے ہیں کہ ابھی تمھارے ذمہ وہ نماز یا وہ روزہ جو واجب ہوا تھا باقی ہے۔ تم پر اسکی قضا لازم ہے۔ فضیلت وقت پیش کرنے سے بندہ عاجز ہوتا ہے اسلئے وقت کی خصوصیت معاف ہوتی ہے فضیلت وقت کا نہ کوئی مثل ہے نہ اس کا کوئی ضمان ہے۔

ادا کی قسموں کا بیان

ادا کی دو قسمیں: (۱) ادائے محض (۲) ادا شبیہ بالقضا۔

ادا محض: وہ عین واجب کی سپردگی ہے جس کو بندہ اسی وصف کے ساتھ پیش کرے جس پر وہ مشروع ہو جیسے نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ ادا محض کبھی کامل ہوتی ہے کبھی قاصر۔

ادا محض کامل: وہ ادا محض ہے کہ عین واجب کو بعینہ اسی وصف کے ساتھ پیش کیا جائے جس وصف کے ساتھ وہ وجود میں آیا۔

مثلا پہلی نماز جسے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے پڑھ کر بتایا وہ جماعت کے ساتھ تھی تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ادائے محض کامل ہے۔

ادا محض قاصر: عین واجب کو اس کے وقت معین مشروع اولیٰ کے خلاف پیش کرنا۔ مثلا منفرد کی نماز اپنے وقت میں۔

اعتراض: منفرد کی نماز اپنے وقت میں اسے کامل ہونا چاہیئے اس لئے کہ اقیموا الصلوٰۃ میں صرف نماز کا حکم ہے باجماعت نماز کا حکم نہیں لہٰذا واجب بالامر صرف نماز ہے جماعت نہیں۔ اور منفرد نے واجب بالامر ادا کر دیا۔

جواب: جماعت واجب بالامر حقیقۃً نہیں لیکن حکماً وہ بھی واجب بالامر ہے لہٰذا اس کے ترک سے ادا میں نقص لازم آئیگا۔

ادا شبیہ بالقضا: جس وصف کے ساتھ بندے پر مامور لازم ہو اس وصف کے ساتھ پیش نہ کرنا ادا شبیہ بالقضا ہے۔ مثلا لاحق کا امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی بقیہ رکعتیں ادا کرنا۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

لاحق: وہ مقتدی ہے جس نے نماز میں امام کی تحریمہ کے ساتھ شرکت کی پھر بیچ نماز میں اسے حدث لاحق ہوگیا اب وضو کرنے گیا وضو کے بعد امام کی نماز میں شریک ہوگیا لیکن نماز کے کچھ حصے سے محروم رہا۔ اب امام کے فارغ ہونے کے بعد جو حصہ نماز چھوٹ گیا اس کو ادا کرنے والا لاحق کہلاتا ہے۔

مسئلہ: لاحق کی نماز اصل کے اعتبار سے ادا ہی ہے اور من وجہ قضا ہے اسی لئے اگر وہ مسافر ہے تو نیت اقامت سے اس کا فرض نہیں بدلے گا اسے دو ہی رکعت پڑھنا ہوگا۔ جس طرح قضاء محض میں نیت اقامت سے فرض نہیں بدلتا اسی طرح یہاں بھی نہیں بدلے گا یہ من وجہ قضا ہونے کی علامت ہے۔

صورت مسئلہ: ایک مسافر نے مسافر امام کی اقتدا کی اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ شریک نماز ہوا کہ اچانک اسے حدث لاحق ہوگیا اب وہ وضو کے لئے نکلا اور اپنے وطن اقامت میں داخل ہوگیا یا وضو کے لئے جا رہا تھا کہ راستے میں نیت اقامت کرلیا پھر وضو کرکے آیا راستے میں کوئی منافی نماز کام نہیں کیا اب آیا تو دیکھا کہ امام فارغ ہوچکا ہے۔ ایسے مقتدی کی نیت اقامت کا اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اس پر جس طرح ابتدائے تحریمہ میں دو رکعت فرض تھی وہی اب بھی رہے گی دو ہی رکعت ادا کرنا ہوگا۔

لاحق اور مسبوق میں فرق: لاحق ابتداء ہی اپنے اوپر یہ لازم کرلیتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز شروع کیا ہے اسی کے ساتھ ختم کریگا۔ اور مسبوق ایسا نہیں بلکہ یہ تو اپنی نماز شروع کرتے ہی یہ طے کرلیتا ہے کہ امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی نماز کا کچھ حصہ پورا کرنا ہے۔

حقوق العباد میں اقسام ادا کی مثالیں

اداء محض کامل: عین مغصوب کو مالک کے سپرد کردینا حتیٰ کہ مغصوب کے کسی وصف میں بھی کوئی کمی نہ آئی ہو۔

اداء محض قاصر: عین مغصوب کو کسی نقص کے ساتھ مالک کے سپرد کردینا۔

اداء شبیہ بالقضا: شوہر عقد کے وقت اپنے غیر کا مال مہر میں متعین کردے پھر بعد میں اس مال کو خرید کر بیوی کے سپرد کردے۔

https://t.me/faizanealahazrat

توجیہ: مال بعینہ وہی سپرد کر رہا ہے جو عند العقد متعین ہوا تھا یہ اس عین واجب کی ادائیگی ہی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ پہلے وہ مال اس کا نہیں تھا اب اس کا ہو گیا تو گویا وہ مال نہیں دے رہا ہے جو عند العقد متعین ہوا تھا۔ اس لئے کہ ملک بدلنے سے حکماً عین بھی بدل جاتا ہے۔ اس کی نظیر حدیث بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ان رسول اللہ ﷺ

دخل علی بریرۃ یوما فقدمت الیہ تمرا وکان القدر یغلی من اللحم فقال علیہ السلام الا تجعلین لنا نصیبامن اللحم فقالت یا رسول اللہ انہ لحم تصدق علی فقال علیہ السلام لک صدقۃ ولنا ھدیۃ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن حضرت بریرہ کے یہاں تشریف لے گئے تو حضرت بریرہ نے کچھ کھجور پیش کیا اس حال میں کہ دیگچی گوشت سے جوش مار رہی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا گوشت میں ہمیں شریک نہیں کروگی؟ حضرت بریرہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ وہ صدقہ کا گوشت ہے (آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تمھارے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

فائدہ: یہی حدیث شریف زکوۃ، فطرے، عشر کی رقوم مسجد، دینی مدارس کی تعمیر و ترقی میں خرچ کرنے کا ذریعہ بن گئی اور فقہا نے حیلہ شرعیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ درمختار میں ہے۔ ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء (صفحہ ۲۹۳ جلد سوم)۔
حیلہ یہ ہے کہ زکوۃ کا مال فقیر پر صدقہ کرے پھر فقیر کو ان چیزوں کے کرنے کا حکم کرے۔
شامی میں ہے۔ ویکون لہ ثواب الزکوۃ و للفقیر ثواب ھذہ القرب۔
زکوۃ دینے والے کو زکوۃ کا ثواب اور فقیر کو ان قربتوں کا ثواب۔

اقسام قضا کا بیان

قضا کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضاء محض (۲) قضا فی معنی الادا
قضا محض کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضاء محض (۲) کامل قضاء محض قاصر۔
(۱) قضا محض: وہ مثل واجب کی سپردگی ہے جس میں کسی طرح بھی ادا کا معنی نہ پایا جائے نہ حقیقۃً نہ حکماً۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

(۲) قضاء فی معنی الادا: وہ مثل واجب کی سپردگی ہے جس میں معنی ادا کی جھلک موجود ہو۔

قضاء محض کامل کو قضاء محض مثل معقول بھی کہا جاتا ہے۔

قضاء محض مثل معقول: وہ قضاء محض ہے جس کا مثل ہونا عقل سے سمجھا جاسکے۔

قضاء محض قاصر، یعنی قضاء محض مثل غیر معقول: وہ قضاء محض ہے جس کا مثل ہونا عقل سے نہ سمجھا جاسکے محض شریعت کی بنیاد پر اُسے مثل کہا جاتا ہے۔

قضاء محض مثل معقول جیسے، روزے کی قضا روزہ۔

قضاء محض مثل غیر معقول، جیسے روزے کی قضا فدیہ۔

فدیہ: ہر روزے کے بدلے نصف صاع گیہوں یا آٹا یا ستو کسی فقیر کو دیا جائے۔ یہ شیخ فانی کے لئے روزے کی قضا کا قائم مقام ہوگا۔ اس کا مثل غیر معقول ہونا واضح ہے۔ اس کی بنیاد صرف آیت کریمہ ہے ارشاد ہے۔ "وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين" یعنی اور جنھیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا قضاء فی معنی الاداء کو قضا شبیہ بالادا بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال تکبیرات عید کی قضا رکوع میں۔ اس کو ادا سے مشابہت یوں ہے کہ تکبیرات حالت قیام میں واجب تھیں رکوع بھی من وجہ قیام ہے تو گویا تکبیرات اپنے محل میں ادا ہوئیں۔ اور قضا اس لئے کہ رکوع رکوع ہے قیام نہیں۔

حقوق العباد میں اقسام قضا کی مثالیں

قضاء محض مثل معقول، جیسے مغصوب کا ضمان اس کے مثل کے ذریعہ یا اس کی قیمت کے ذریعہ۔

قضاء محض مثل غیر معقول، جان یا اعضاء انسانی کا ضمان مال کے ذریعہ۔

قضا شبیہ بالادا: غیر معین قیمتی سامان کو مہر بنا کر نکاح ہوا مہر ادا کرتے وقت قیمت دینا قضا شبیہ بالادا ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

وجوب ادا اور وجوب قضا کے درمیان فرق

وجوب ادا کے لئے شریعت نے قدرت ممکنہ کی شرط لگائی اس حیثیت سے کہ قدرت ممکنہ کا توہم ہی وجوب ادا کے لئے کافی ہے۔

قدرت ممکنہ: فعل ادا کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔

وجوب ادا کے لئے اس کے متوہم الوجود ہونے کی شرط ہے متحقق الوجود ہونے کی شرط نہیں۔ اس لئے کہ متحقق الوجود ہونا ادا بالفعل سے پہلے پایا ہی نہیں جاسکتا۔ حاصل یہ کہ وجوب ادا کے لیے احناف کے نزدیک قدرت کا وہم کافی ہے۔ اسی لئے نماز کے آخری وقت میں بچہ بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا حائضہ پاک ہوئی تو اس پر وہ نماز لازم ہے اگر ادا کر سکے تو ٹھیک ورنہ قضا لازم۔

قدرت میسرہ: فعل کی ادائیگی یُسر کے ساتھ مقید ہو یعنی یسر ثابت ہو تو ادا واجب یسر ثابت نہ ہو تو ادا واجب نہ ہو۔ اسی کو قدرت میسرہ کہتے ہیں۔ اکثر عبادات مالیہ کے وجوب ادا کے لئے قدرت میسرہ کی شرط ہے مثلاً زکوۃ، عشر وغیرہ میں قدرت میسرہ کی شرط ہے۔

حج اور صدقہ فطر بھی عبادات مالیہ ہیں لیکن ان کے وجوب ادا کے لئے قدرت ممکنہ ہی کی شرط ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

مامور بہ کا بیان

مامور بہ دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) مطلق عن الوقت (۲) مقید بالوقت

مطلق عن الوقت: وہ مامور بہ ہے جس کی ادا کسی وقت سے مقید نہ ہو۔

مقید بالوقت: وہ مامور بہ ہے جس کی ادا کسی وقت سے مقید ہو۔

(۱) مطلق عن الوقت مامور بہ زندگی میں جب بھی ادا کئے جائیں گے ادا ہی ہوں گے جیسے زکوۃ، صدقہ فطر، عشر، کفارات قضا نمازیں، قضا روزہ رمضان، نذر مطلق۔

احناف کے نزدیک تاخیر سے گنہگار نہ ہوگا۔ ہاں عمر کے آخری لمحات میں بھی ادا نہ کیا اور علامات موت نمایاں ہونے لگیں تو اب گنہگار ہوگا۔ لیکن یہ مفتی بہ قول نہیں۔ مفتی بہ یہ ہے کہ واجب ہونے کے بعد تاخیر گناہ ہے فتاوی عالمگیری میں ہے۔ وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرہ من خیر عذروفی روایہ۔ الرازی علی التراخی حتی باثم عند الموت والاول اصح (صفحہ ۱۷۰)

(۲) مقید بالوقت کی کل چار قسمیں ہیں۔

قسم اول: وقت مامور بہ کے لئے ظرف ہو شرط ہو اور سبب بھی ہو جیسے فرض نمازیں کہ وقت نماز کے لئے ظرف بھی ہے شرط بھی ہے اور سبب بھی ہے۔

قسم دوم: وقت مودیٰ کے لئے معیار ہو اور وجوب مودیٰ کے لئے سبب ہو جیسے روزہ

قسم سوم: وقت مودیٰ کے لئے من وجہ ظرف ہو اور من وجہ معیار ہو جیسے حج

قسم چہارم: وقت مودیٰ کے لئے صرف معیار ہو سبب نہ ہو جیسے قضاء روزۂ رمضان۔ کفارات اور نذر مطلق کے روزے۔

ظرف، معیار، سبب، شرط کے مفاہیم

(۱) ظرف سے مراد یہ ہے کہ وقت مودیٰ کی ادائیگی سے بچ رہے۔ جیسے نماز کی ادائیگی پورے وقت کو محیط نہیں ہوتی بلکہ وقت کچھ بچ رہتا ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

(۲) معیار: وقت مودیٰ کی ادائیگی سے بالکل نہ بچے یعنی مودیٰ کی ادائیگی پورے وقت کو محیط ہو۔ جیسے روزے کے لئے پورا دن۔

(۳) سبب: مامور بہ کے وجوب میں جس وقت کا اثر ہوگا وہ وقت مودیٰ کے لئے سبب ہوگا۔ جیسے نماز کے وجوب ادا کے لئے وقت مؤثر ہے تو وقت نماز کے لئے سبب ہے۔

(۴) شرط: مامور بہ کی ادائیگی کے لئے وقت شرط ہو یعنی وقت سے پہلے ادائیگی متاثر ہو یعنی ادا ہی نہ ہو۔ مثلاً نماز کے لئے وقت شرط ہے وقت سے پہلے نماز نہیں ہوگی اور وقت ختم ہونے کے بعد ہو تو جائے گی ادا نہ ہوگی بلکہ قضا ہوگی۔

تنبیہ: وجوب ادا کے لئے وہ وقت سبب بنے گا جو ادا سے متصل ہوگا۔

فائدہ: وقت حج کے لئے من وجہ ظرف ہے اس حیثیت سے کہ ایام حج شوال ذوقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں اور افعال حج صرف ذوالحجہ کے دس ایام ہی میں ادا کر لئے جاتے ہیں اچھا خاصا وقت بچ رہتا ہے۔ تو یہ ظرف ہونے کی علامت ہے۔ اور معیار اس حیثیت سے کہ ایام حج میں ایک ہی حج ادا ہو سکتا ہے یعنی دوسرے حج نفل یا فرض کی گنجائش نہیں۔ جیسے ایک دن میں ایک ہی روزہ رکھا جا سکتا ہے دو کی گنجائش نہیں تو جیسے یہاں وقت معیار ہے اسی طرح حج میں بھی معیار ہوگا۔

مامور بہ کے حسن کا بیان

مامور بہ باعتبار حسن کے دو قسموں پر ہے۔ (۱) حسن لعینہ (۲) حسن لغیرہ

حسن لعینہ: وہ مامور بہ ہے جس کی وضع ہی میں حسن ہو خواہ بلا واسطہ یا بالواسطہ۔ جیسے تصدیق الوہیت و نبوت اور نماز وغیرہ۔

(۱) حسن لعینہ بلا واسطہ ہی کو حسن لعینہ بالذات بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے نماز کو اس کے ارکان اور اس کے افعال سب تعظیم کے لئے موضوع ہیں اور تعظیم منعم فی نفسہ حسن ہے۔

(۲) حسن لعینہ بالواسطہ کو حسن لعینہ بالتبع بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی مثال زکوٰۃ، روزے، حج ہیں کہ زکوٰۃ دفع حاجت فقیر کے واسطہ سے حسن اور روزے نفس امارہ کی خواہش توڑنے کے واسطہ سے کہ نفس امارہ عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کی خواہش

https://t.me/faizaneatalahazrat

توڑنا حسن ہے اور حج شعائر اللہ کی تعظیم کے واسطے سے حسن ہے۔

حسن لغیرہ: وہ مامور بہ ہے جس میں حسن اس کے غیر کی بنیاد پر ہو جیسے وضو میں حسن نماز کی بنیاد پر ہے۔

(ف) وہ غیر جس کی بنیاد پر مامور بہ میں حسن آتا ہے وہ غیر کبھی مامور بہ کے بعد میں ہوتا ہے جیسے وضو کے بعد نماز، اور سعی نماز جمعہ کے لئے، سعی میں حسن نماز جمعہ کی وجہ سے ہے۔ اور کبھی وہ غیر مامور بہ کو کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے جیسے نماز جنازہ، جہاد وغیرہ۔

حسن لعینہ کا حکم: وجوب ثابت ہونے کے بعد مکلف سے کبھی ساقط نہ ہوگا۔ ہاں عذر شرعی سے ساقط ہوسکتا ہے۔

حسن لغیرہ کا حکم: اس کا وجوب غیر کے وجوب پر موقوف رہتا ہے یوں ہی سقوط بھی غیر کے سقوط پر موقوف رہے گا۔

کشف الغواشی شرح اصول الشاشی

تشریح: مولانا اسلم المصباحی عزیزی

صفحات:

قیمت:

"کشف الغواشی شرح اصول الشاشی" نئے انداز میں لکھی ہوئی اصول الشاشی کی ایک بہترین شرح ہے۔ جو سلیس اردو ترجمہ اور انتہائی آسان زبان میں لکھی گئی ہے خصوصاً طلباء کے لئے انتہائی مفید اور لائق مطالعہ ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

بحث النھی

نہی کے بارے میں گذر چکا کہ نہی بھی خاص ہوتی ہے۔جس پر قطعاً عمل واجب ہوتا ہے۔
نہی: قائل کا استعلا کے طور پر کسی سے لا تفعل کہنا ''نہی'' کہلاتا ہے۔جس کام سے روکا جائے اس کو منھی عنہ کہا جاتا ہے۔
منھی عنہ میں قبح کا پایا جانا ضروری ہے خواہ بلاواسطہ قبح پایا جائے یا بالواسطہ پایا جائے۔
منھی عنہ صفت قبح کے اعتبار سے دو قسموں پر ہے۔
(۱) قبیح لعینہ :من ھی عنہ کی ذات ہی میں قبح ہو خواہ وضعاً ہو یا شرعاً۔
(۲) قبیح لعینہ وضعی: وہ قبیح لعینہ ہے جس کی وضع ہی قبح کے لئے ہوئی ہو جیسے کفر، کذب، عبث وغیرہ
(۳) قبیح لعینہ شرعی: وہ قبیح لعینہ ہے جس کی وضع قبح کے لئے نہ ہو لیکن شرع نے اسے قبیح قرار دیا ہو جیسے محدث کی نماز حالت حدث میں، آزاد کی بیع وغیرہ۔
قبیح لعینہ کا حکم: بالکلیہ غیر مشروع۔
قبیح لغیر ہ: ایسا منھی عنہ جس میں بذات خود قبح نہ ہو لیکن کسی وصف یا معنی مجاور کی بنیاد پر قبح آجائے۔
قبیح لغیر ہ وصفی جیسے شراب کی بیع۔شراب کے مال متقوم نہ ہونے کی وجہ سے قبح آگیا۔ مال متقوم نہ ہونا شراب کا ایسا وصف ہے جو اس سے کبھی جدا نہ ہوگا۔
قبیح لغیر ہ بالمجاور جیسے اذان جمعہ کے وقت بیع۔زمین مغصوب میں نماز۔

نھی باعتبار فعل منھی عنہ دو قسموں پر ھے

(۱) نہی عن الافعال الحسیہ: ایسے افعال سے روکنا جن کے معانی ورود شرع کے بعد بھی اپنے حال پر باقی ہوں۔یعنی جو معانی پہلے تھے وہی ورود شرع کے بعد بھی ہوں۔جیسے قتل، زنا، شرب خمر کے معانی ورود شرع کے بعد بھی وہی ہیں جو ورود شرع سے پہلے تھے۔
(۲) نہی عن الافعال الشرعیہ: ایسے افعال سے روکنا جن کے معانی ورود

https://t.me/faizanealahazrat

شرع کے بعد بدل گئے ہوں یعنی ورود شرع سے پہلے کچھ رہے ہوں اور ورود شرع کے بعد کچھ ہو گئے ہوں ۔ جیسے صوم ،صلوۃ، بیع اجارہ۔صوم ورود شرع سے پہلے مطلقا امساک کا نام تھا ورود شرع کے بعد امساک عن الاکل والشرب والجماع کے معنی میں ہو گیا۔

نہی عن الافعال الحسیہ کا مورد قبیح لعینہ ہوتا ہے۔اور نہی عن الافعال الشرعیہ کا مورد قبیح لغیر ہ ہوتا ہے۔حضرت امام شافعی کے نزدیک دونوں کا مورد قبیح لعینہ ہی ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔

حضرت امام شافعی کی دلیل : نہی بالکل امر کی طرح ہے جس طرح امر مطلقا حسن لعینہ پر ہوتا ہے اسی طرح نہی مطلقا قبیح لعینہ سے ہوگی۔

احناف کی دلیل : نہی سے مراد ایسے فعل سے روکنا جو بندوں کے اختیار اور ان کے کسب کی طرف منسوب ہو تو اس فعل کا مکلّف کی جانب سے متصور الوجود ہونا ضروری ہے تا کہ اپنے اختیار سے مکلّف اس فعل سے رک جائے تو مستحق ثواب ہو اور اپنے اختیار سے اسے کر بیٹھے تو مستحق عقاب ہو۔حاصل یہ کہ نہی میں مکلّف کے لئے اختیار ضروری ہے خواہ اختیار حسی ہو خواہ اختیار من جانب الشرع ہو۔اگر کسی طرح کا اختیار ہی نہ ہو تو نہی عاجز شخص کے لئے ہو جائیگی جو لغو اور عبث ہو گی۔مثلا کسی اپاہج سے کہنا کہ تم دوڑ نا مت تو ظاہر ہے کہ شارع کی نہی لغو اور عبث نہیں ہوسکتی ۔لہذا نھی عن الافعال الحسیہ میں مکلّف کو اختیار حسی ہوتا ہے یعنی کرنے پر بندے کو قدرت ہوتی ہے لیکن شریعت اس کو کرنے سے روک دیتی ہے تو یہ قبیح لعینہ ہوگا۔لیکن عن الافعال الشرعیہ میں شرع کی جانب سے اختیار رہتا ہے کسی عارض کی وجہ سے شریعت اس سے روک دیتی ہے۔ظاہر ہے کہ شریعت کی جانب سے جس فعل کا مکلّف کو اختیار ہو گا وہ قبیح لعینہ نہیں ہوسکتا ہے قبیح لغیر ہ ہی ہو گا یعنی اصل کے اعتبار سے حسن اور وصف یا مجاور کے اعتبار سے قبیح۔اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ نہی عن الافعال الشرعیہ کے لئے قبیح لغیر ہ مورد ہو گا قبیح لعینہ نہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

کفار امر و نہی کے مخاطب ہیں یا نہیں

حضرت امام اعظم کے نزدیک کفار امر بالایمان اور عقوبات یعنی حدود و قصاص اور معاملاتی احکام کے مخاطب ہیں اسی طرح مواخذہ فی الآخرہ کے باب میں۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرھا کے بھی مخاطب ہیں۔ ہاں ان عبادات کے وجوب ادا کے لئے مخاطب نہیں۔

حضرت امام شافعی اور بعض مشائخ عراق کے نزدیک عبادات کے وجوب ادا کے بھی مخاطب ہیں۔
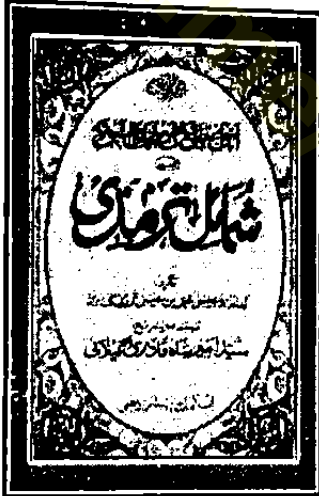
شمائل ترمذی

مصنف
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ
سید امیر شاہ قادری گیلانی

صفحات: ۶۵۶
قیمت: ۲۵۰

عاشقان رسول مقبول کے لئے امام ترمذی کا ایک لازوال تحفہ ہے۔ جس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب خدا کی زندگی اور معمولات کو مستند روایات اور احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ جس کو اردو ترجمہ اور شرح کے ساتھ اسلامک پبلشر شائع کر رہا ہے۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

بحث المشترک والمؤول

مشترک: وہ لفظ ہے جو علی سبیل البدلیۃ مختلف الحدود افراد کو شامل ہو جیسے لفظ قرء حیض اور طہر کے درمیان مشترک ہے۔

مشترک کا حکم: توقف اور تامل یعنی کسی معنی معین کا اعتقاد کرنے سے توقف اور عمل کے لئے کسی ایک معنی کی ترجیح کے لئے غور وفکر۔

نوٹ: مشترک کے دو دو معنی بیک وقت مراد لینا جائز نہیں،

مؤول: مشترک کے معنی میں سے غالب رائے کی بنیاد پر جس معنی کو ترجیح حاصل ہو وہی معنی مؤول ہے۔ جیسے قرء کے لئے حیض کا معنی متعین کر دیا گیا۔

سوال: مؤول جب مشترک کے معنی میں سے ایک معنی مرجح کا نام ہے تو اس کو لفظ کے اقسام سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

جواب: مؤول مشترک کا تابع ہوتا ہے اور مشترک اصل ہوتا ہے اصل چونکہ لفظ کے اقسام سے ہے تو اس کے تابع کو بھی مجازاً لفظ کے اقسام سے کہدیا۔ ورنہ حقیقت میں مؤول لفظ کے اقسام سے نہیں۔

مؤول کا حکم: احتمال غلط کے ساتھ عمل واجب۔

نظم ومعنی کی دوسری نوع باعتبار بیان کے چار قسموں پر مشتمل ہے۔

(۱) ظاہر (۲) نص (۳) مفسر (۴) محکم

ظاہر: وہ نظم ومعنی ہے جس کی مراد نفس صیغہ ہی سے واضح ہو۔

نص: وہ نظم ومعنی ہے جس کی مراد ظاہر سے بھی زیادہ واضح ہو۔

مثال: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث و رباع۔ مطلق عورتوں سے شادی کرنے کے سلسلے میں آیت کریمہ ظاہر کی مثال ہے۔ اور بیان عدد کے سلسلے میں نص کی مثال ہے۔

مفسر: وہ نظم ومعنی ہے جو نص سے بھی زیادہ واضح ہو اس میں احتمال تخصیص و

https://t.me/faizanealahazrat

تاویل باقی نہیں رہتاہاں نسخ کا احتمال رہتا ہے۔
جیسے: فسجد الملآئکۃ کلھم اجمعون۔
محکم: وہ نظم ومعنی جوقوت میں مفسر سے بھی زیادہ ہواوراسکی مرادنسخ سے محفوظ ہو۔جیسے
ان اللہ بکل شیء علیم۔احکام اقسام اربعہ کاحکم قطعی یقینی طور پراثبات حکم ہے۔

اقسام مذکورہ بالا کے متقابلات بھی چار ہیں

(۱)خفی (۲)مشکل (۳)مجمل (۴)متشابہ
خفی: وہ نظم ومعنی جسکی مرادصیغہ کے علاوہ کسی دوسرے عارض کی وجہ سے پوشیدہ ہو
کہ بغیر طلب مرادحاصل نہ ہو۔
جیسے السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما۔طرار،نباش کے حق میں خفی ہے۔
خفی کا حکم: غوروفکر کرنا تا کہ مرادظاہر ہوجائے۔
مشکل: وہ نظم ومعنی جس کی مرادتلاش وجستجو کے بعد بغیر غوروفکر کئے حاصل نہ
ہو۔جیسے۔نسآئکم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم۔ میں انیٰ
شئتم کا معنی سامع کے لئے مشتبہ ہےاس لئے کہ انیٰ این کے معنی میں ہے یا
کیف کے معنی میں۔
مشکل کا حکم: طلب کے بعدغوروفکر۔
مجمل: وہ کلام جس کی مرادیں کثیر ہوں اور مراد کثرت کی وجہ سے متعین نہ ہو
پائے۔جیسے،احل اللہ البیع و حرم الربٰوا۔
مجمل کا حکم: مرادکی حقیقت کا اعتقادرکھتے ہوئے توقف کرنا یہاں تک کہ شارع
کی جانب سے بیان مل جائے۔
متشابہ: دنیا میں جس کے ادراک کا کوئی ذریعہ نہ ہو نہ عقل سے نہ نقل سے جیسے
سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات مثلاحٰمٓ،نٓ، طٰسٓمٓ وغیرھا۔
متشابہ کا حکم: حقیقت مرادکا اعتقاداور ہمیشہ ہمیش کے لئے توقف۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

نظم و معنیٰ کی تیسری نوع استعمال نظم کے طریقوں کے بیان میں

نظم کا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے۔

(۱)حقیقت (۲)مجاز (۳)صریح (۴)کنایہ

حقیقت: ہراس لفظ کا نام ہے جس کے ذریعہ ما وضع لہ مراد لیا جائے اس حیثیت سے کہ وہ ما وضع لہ ہو۔ جیسے صلوٰۃ، ارکان مخصوصہ کے معنی میں اہل شرع کے نزدیک حقیقت ہے۔

مجاز: ہراس لفظ کا نام ہے جس کے ذریعہ کسی علاقہ کی بنیاد اس کا غیر ما وضع لہ مراد لیا جائے اس حیثیت سے کہ وہ غیر ما وضع لہ ہو۔ جیسے لفظ اسد رجل شجاع کے معنی میں اہل لغت کے نزدیک مجاز ہے۔

علاقہ کبھی معنوی ہوتا ہے یعنی لفظ کے موضوع لہ اور غیر موضوع لہ کے درمیان علاقہ و اتصال معنوی ہوتا ہے جیسے اسـد کے معنی حقیقت حیوان مفترس اور اس کے معنی مجازی رجل شجاع کے درمیان اتصال معنوی اور ایک وصف خاص میں دونوں کے درمیان اشتراک ہے۔ علاقہ و اتصال کبھی ذاتی ہوتا ہے اس کو اتصال صوری بھی کہا جاتا ہے یعنی لفظ کا موضوع لہ اور غیر موضوع لہ ایک دوسرے سے صورۃً متصل رہتے ہیں جیسے لفظ مطر کا معنی حقیقی اپنے معنی مجازی سماء سے صورۃ متصل رہتا ہے امطرت السماء ای المطر مطر کی جگہ سماء بول دیا گیا اتصال ذاتی کی بنیاد پر۔

نوٹ: اتصالات اور علاقات مختلف طرح کے ہوتے ہیں، مثلاً سببیت مسببیت، حال محل، لازم ملزوم، علت معلول، جزئیت کلیت وغیرہا۔ لیکن یہ سب اتصال معنوی یا ذاتی کے تحت ہی رہیں گے۔

اتصال صوری ہی کی قبیل سے یہ بھی ہے کہ اتصال اور علاقہ کو سبب کا نام دیدیا جائے چونکہ سبب اور مسبب ایک دوسرے سے صورۃً متصل ہوتے ہیں۔ اس علاقہ اتصال کی بنیاد پر اتصال صوری کو سبب کہہ دیا گیا۔ ورنہ اتصال صوری عام اور سبب خاص ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

سبب: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی شئی سے اتصال ہوجائے یہی بات علت میں بھی پائی جاتی ہے لہذا سبب بول کر علت بھی مراد لی جاسکتی ہے۔
اتصال سببی کی دو قسمیں ہیں۔(۱) اتصال الحکم بالعلۃ (۲) اتصال الحکم بالسبب المحض۔
علت: وہ شئی ہے جس کا وجود حکم اور وجوب حکم میں دخل تام ہو۔یعنی اسی کی بنیاد پر حکم کا وجود ہو اور اسی کی بنیاد پر حکم واجب بھی ہو۔
سبب: وہ شئی ہے جو علت کے واسطے سے حکم تک پہونچادے۔
سبب محض: وہ شئی ہے جو حکم تک صرف پہونچانے کا ذریعہ بنے اور سبب و حکم کے درمیان کی علت اس کی طرف منسوب نہ ہو اس کی بنیاد پر نہ وجود حکم ہو نہ وجوب حکم۔اسی کو سبب مطلق، سبب حقیقی بھی کہا جاتا ہے۔
دونوں کے درمیان نسبت: ہر علت سبب محض ہے لیکن ہر سبب محض علت نہیں۔جیسے الفاظ عتق زوال ملک متعہ کے لئے سبب محض ہیں علت نہیں۔اور الفاظ طلاق زوال ملک متعہ کے لئے علت ہیں سبب محض بھی ہیں۔
اتصال الحکم بالعلۃ: علت بول کر حکم مراد لیا جائے اور حکم بول کر علت مراد لی جائے۔یہاں جانبین سے استعارہ[1] ہوسکتا ہے۔جیسے شراء علت ہے ملک کے لئے یعنی جب جب خریدنا پایا جائیگا ملکیت ثابت ہوگی۔تو شراء علت بنا اور ملکیت اس کا حکم اثر مترتب۔
اتصال الحکم بالعلۃ کی روشنی میں شراء بول کر ملک اور ملک بول کر شراء مراد لینا جائز ہے۔
توضیح: کسی نے کہا "ان اشتریت عبدا فھو حر" اگر میں نے غلام خریدا تو وہ آزاد ہے۔قائل نے آدھا غلام خریدا اور خریدنے کے بعد اس آدھے کو بیچ دیا پھر ماقی نصف خریدلیا عرف میں اس خریدنے والے کو مشتری عبد کہا جائیگا تو یہ نصف خریدتے ہی

---

[1] یہاں استعارہ سے اہل بلاغت کا استعارہ مراد نہیں جس میں علاقۂ مشابہت ضروری ہوتا ہے۔ یہاں استعارہ سے مراد مجاز ہے خواہ علاقہ کوئی بھی ہو ۱۲

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

آزاد ہو جائیگا اس لئے کہ شرط مکمل پائی گئی اگر چہ وقفہ کے ساتھ لیکن پائی گئی نصف اول اس لئے آزاد نہ ہوگا کہ وہ اس کی ملک میں نہیں رہا۔

یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے۔

صاحبین کے نزدیک نصف اول بھی آزاد ہو جائیگا اور نصف اول کا تاوان دینے کے لئے اس پر کوشش کرنا واجب ہوگا۔

اور اگر اس نے "ان ملکت عبدا فھو حر" کہا ہوتا، تو صورت مذکورہ میں غلام کا کوئی حصہ آزاد نہ ہوتا اس لئے کہ ملک مطلق ہے۔ اور مطلق کبھی عرف کا پابند ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ عرف میں نصف شئی کے مالک کو مالک شئی نہیں کہا جاتا ہے۔

☆ اتصال الحکم بالعلۃ کی روشنی میں کوئی شخص جملہ اولی بول کر کہتا ہے کہ میری مراد اشتریت سے ملکت ہے۔ تو اس کی بات مان لی جائے گی اور حکم دیانۃً یہی ہوگا کہ غلام کا کوئی حصہ آزاد نہ ہوا لیکن قضاءً اس قائل کی تصدیق نہ کی جائے گی ورنہ لوگ تہمت لگائیں گے کہ نصف غلام کی آزادی سے بچنے کے لئے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس لئے قضاء اس کا یہ کہنا کہ اشتریت بول کر میری مراد ملکت ہے تسلیم نہ کیا جائیگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

☆ اس کے برخلاف کوئی شخص ملکت بول کر اشتریت مراد لے رہا ہے قضاءً ودیانۃً دونوں طرح تصدیق کی جائے گی اس لئے کہ یہاں تہمت کا اندیشہ نہیں۔ اتصال الحکم بالسبب اتصال الحکم المحض۔ یعنی حکم بول کر سبب مراد لینا یا سبب محض بول کر حکم مراد لینا یہاں صرف ایک جانب سے استعارہ جائز ہے سبب محض بول کر حکم مراد لینا۔ فقط اسی کو استعارۃ الاصل للفرع کہا جاتا ہے۔ یا استعارۃ السبب للحکم بھی۔

☆ حکم بول کر سبب محض مراد نہیں لے سکتے۔ جیسے الفاظ عتق زوال ملک بضعہ کے لئے سبب محض ہیں۔ تو "انت حرۃ" بول کر "انت طالق" مراد لے سکتے ہیں لیکن "انت طالق" بولکر "انت حرۃ" مراد نہیں لے سکتے۔ اسی لئے باندی سے کہا "انت طالق" تو وہ آزاد نہ ہوگی۔

https://t.me/faizanealahazrat

☆**حقیقت ومجاز کا حکم**: یہ ہے کہ ان سے جو مراد ہوں سب کو شامل ہوں گے خواہ وہ عام ہوں یا خاص۔

احناف کے نزدیک حقیقت اور مجاز دونوں میں عموم آسکتا ہے۔اسی لئے حدیث شریف لاتبیعوا الدرهم بالدرهمین ولاالصاع بالصاعین۔ میں صاع سے مراد عام ہے ہر وہ چیز جو صاع میں آسکے۔صاع حقیقی مراد نہیں یعنی نفس صاع مراد نہیں۔

حضرت امام شافعی کے نزدیک مجاز میں عموم نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مجاز ضروری ہے یعنی ان کے نزدیک کلام میں اصل یہ ہے کہ بغیر ضرورت غیر ما وضع لہ میں استعمال نہ کیا جائے۔تو مجاز بقدر ضرورت ہی ہوسکتا ہے۔لہذا و لاالصاع بالصاعین میں صاع سے مراد وہ غلہ جو صاع میں رکھ کر ناپا جاتا ہے۔غلوں کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی۔الضرورة تتقدر بقدر الضرورة۔

احناف کہتے ہیں کہ مجاز کو ضروری کہنے سے اللہ تعالی کے لئے عجز لازم آئیگا اس لئے کہ قرآن مجید میں بھی کثرت سے مجازات وارد ہیں۔

حقیقت ومجاز کا ایک دوسرا حکم یہ ہے کہ لفظ واحد ہی سے معنی حقیقی اور معنی مجازی بیک وقت دونوں مراد لینا جائز نہیں۔لہذ الفظ اسد بول کر بیک وقت حیوان مفترس اور رجل شجاع مراد نہیں لے سکتے۔

حقیقت ومجاز کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہوگا مجاز پر عمل نہیں ہوگا۔

حقیقت کی تین قسمیں ہیں: متعذرہ۔مہجورہ۔مُستعملہ۔

متعذرہ: وہ معنی حقیقی جس پر عمل بہت دشواریوں کے بعد ہوسکے۔جیسے کسی نے قسم کھائی کہ میں اس درخت سے نہیں کھاؤں گا۔

مہجورہ: وہ معنی حقیقی جس پر عمل آسان تو ہولیکن لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہو۔جیسے کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر قدم نہ رکھوں گا۔

مستعملہ: وہ معنی حقیقی ہے جس پر عمل آسان بھی ہو اور لوگوں نے اس پر عمل کرنا

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

چھوڑا بھی نہ ہو۔ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ میں اس گیہوں سے نہیں کھاؤں گا۔
مہجورہ کی دو قسمیں ہیں: (ا) مہجورہ شرعیہ (۲) مہجورہ عادیہ
مہجورہ شرعیہ: وہ ہے جس پر شرعاً عمل متروک ہو جیسے لا تنازعوا۔
مہجورہ عادیہ: وہ ہے جس پر عادۃً عمل متروک ہو جیسے لا اکلم ھذا الصبی
حقیقت متعذرہ اور حقیقت مہجورہ کا حکم یہ ہے کہ بالاتفاق ان پر عمل متروک ہوتا ہے۔ اور مجاز پر عمل ہوتا ہے۔
حقیقت مستعملہ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہاں مجاز متعارف نہیں ہے تو حقیقت پر ہی عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر لفظ کے لئے حقیقت مستعملہ بھی ہے اور مجاز متعارف بھی ہے تو امام اعظم کے نزدیک اس وقت بھی معنی حقیقی ہی پر عمل اولی ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل کرنا اولی ہے۔
نوٹ: مجاز متعارف ایسا لفظ جسکا معنی حقیقی بھی مراد لیا جاتا ہو لیکن اکثر لوگ اکثر اوقات میں معنی مجازی مراد لیتے ہوں تو یہی مجاز متعارف ہے۔
حضرت امام اعظم اور صاحبین کے اختلاف کی بنیاد اس بات پر ہے کہ مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے تکلم میں حضرت امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے حکم میں۔
حضرت امام اعظم کے نزدیک مجاز کے حقیقت کا خلیفہ صرف تکلم میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جملہ عربی قواعد اور ترجمہ لغویہ کے اعتبار سے صحیح ہو تو مجاز کے حقیقت کا نائب بننے کے لئے کافی ہے جیسے اپنی عمر سے بڑے غلام کے لئے ھذا ابنی کہنا عربی قواعد اور ترجمہ لغویہ کے اعتبار سے صحیح ہے تو یہ جملہ حقیقت کا نائب بن سکتا ہے۔ یعنی ابن بول کر حُر مراد ہے اس لئے کہ معنی حقیقی مراد لینا محال ہے تو کلام کو لغو ہونے سے بچانے کے لئے مجاز کی طرف پھیر دیا جائیگا۔
اور اگر اپنی عمر سے بڑے غلام کو یوں کہے "ھذا العبد الاکبر منی ابنی" یہ مجھ سے عمر میں بڑا غلام میرا بیٹا ہے۔ تو یہ کلام لغو ہو جائیگا اس لئے کہ عربی قواعد کے اعتبار سے

https://t.me/faizanealahazrat

اگرچہ صحیح ہے لیکن ترجمہ لغو یہ عقلا محال ہے۔ اس لئے مبتدا اور خبر کے درمیان کی نسبت ممتنع ہے۔ بخلاف هذا ابنی کے کہ هذا اور ابنی کے درمیان کی نسبت ممتنع نہیں۔

صاحبین کے نزدیک مجاز حقیقت کا نائب ہے حکم میں یعنی مجاز کی طرف کلام کو پھیرنا اس وقت صحیح ہوگا جب معنی حقیقی کسی طرح ممکن ہو۔ اپنی عمر سے بڑے غلام کو هذا ابنی کہنا لغو ہے اس لئے کہ بڑی عمر کا انسان اپنی عمر سے چھوٹے کا لڑکا ہو یہ ممکن ہی نہیں۔ تو جب کلام لغو ہوگیا تو مجاز کی طرف پھیرنے کا سوال ہی ختم۔

تنبیہ: صاحبین کا یہ کہنا کہ امکان معنی حقیقی صحت مجاز کے لئے شرط ہے قرین عقل نہیں اس لئے کہ اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو زید اسد کو بھی مجاز نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ زید کے لئے اسد کا معنی حقیقی ممکن ہی نہیں۔

قرائن کی بنیاد پر پانچ جگہوں پہ عمل بالحقیقۃ متروک ہوجاتا ہے

(۱) دلالت محل کلام کی بنیاد پر: یعنی محل لفظ کے حقیقی معنی کو قبول نہ کرتا ہو جیسے آزاد عورت کا نکاح لفظ بیع سے یا لفظ تملیک سے یا لفظ ھبہ سے یہاں لفظ بیع یا لفظ تملیک یا لفظ ھبہ محل یعنی آزاد عورت کو قبول ہی نہیں کرتا اس لئے یہ الفاظ اپنی حقیقت پر نہیں رکھے جائیں گے۔ ان کے معانی مجازیہ پر عمل ہوگا۔

(۲) دلالت عادت: اسی کو دلالت عرف بھی کہا جاتا ہے الفاظ کے استعمال اور ان کے معانی سمجھنے میں لوگوں کے عرف و عادت کی بنیاد پر حقیقت متروک ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی نے قسم کھائی میں گوشت نہیں کھاؤں گا تو اس سے مچھلی کا گوشت مراد نہ ہوگا بلکہ صرف انھیں جانوروں کا گوشت مراد ہوگا جو عرف میں گوشت کہلاتا ہو یوں ہی نذر بالصلوٰۃ میں صلوۃ سے ارکان مخصوصہ ہی مراد ہونگے۔

(۳) دلالت متکلم: متکلم کی جانب سے اس بات پر دلات ہو رہی ہو کہ یہاں معنی حقیقی متروک ہے جیسے من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ اللہ تعالی حکیم ہے اس لئے متعین ہے کہ وہ کفر کی اجازت نہ دیگا تو لامحالہ یہ کلام اپنے معنی حقیقی پر نہیں۔

(۴) دلالت سیاق کلام: سیاق کلام اس بات پر دال ہو کہ یہاں معنی حقیقی مراد نہیں

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

جیسے قائل کا قول طلق امرأتی ان کنت رجلا ۔ یہ کلام اپنے حقیقی معنی پر نہیں لہذا توکیل ثابت نہ ہوگی یہ کلام محض توبیخ کے لئے ہوگا۔

(۵) دلالت لفظ : لفظ اپنے حروف مادّہ اور مشتق منہ کی بنیاد پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں حقیقی معنی متروک ہے۔ کل مملوك لی فهو حر ۔ تو لفظ مملوک دلالت کرتا ہے کہ یہاں مملوک اپنے حقیقی معنی پر نہیں اسی لئے مملوک سے مکاتب اور معتق البعض مراد نہ ہونگے۔

نقوش فکر

مولانا یٰس اختر مصباحی

صفحات: ۱۰۳۲ قیمت: ۲۷۵

مولانا یٰس اختر مصباحی کے اداریوں کا ایک حسین گلدستہ ——— جس میں آپ کے تحریر کیے ہوئے تمام اداریوں سے چنندہ مضامین کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں آپ کو قرون اولیٰ سے لیکر عصر حاضر تک کے ملی، سیاسی، انقلابی، مسائل وغیرہ کے علاوہ بہترین مذہبی معلومات کا خزانہ ملا ملے گا۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

صریح و کنایہ کا بیان

صریح: وہ لفظ ہے کہ جس کی مراد من کل الوجوہ ظاہر ہو جیسے بعتُ، اشتریت، انتِ طالق وغیرہ

صریح کا حکم: حکم عین کلام سے متعلق ہوگا اور کلام اپنے معنی کے قائم مقام ہوگا نیت کا محتاج نہ ہوگا۔

کنایہ: وہ لفظ ہے جس کی مراد واضح نہ ہو۔ جیسے انت حرام، انت بائن، باب طلاق میں۔

کنایہ کا حکم: جب تک مراد ظاہر نہ ہو حکم ثابت نہ ہوگا اسی لئے اس میں نیت اور قرینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

متعلقات نصوص کا بیان

متعلقات نصوص سے مراد، نصوص کے وہ لواحق جو موجبات نصوص کے علاوہ ہوں۔ یہ کل چار ہیں۔

(۱) عبارۃ النص۔ (۲) اشارۃ النص۔

(۳) دلالت النص۔ (۴) اقتضاء النص۔

عبارۃ النص: وہ مراد جس کے لئے کلام چلایا گیا ہو اور وہی مقصودِ متکلم ہو۔

اشارۃ النص: وہ مراد جس کے لئے کلام تو نہ چلایا گیا ہو لیکن نفس کلام میں غور و فکر کر کے جان لیا جائے۔

مثال: وللفقرآء المهاجرين الذين أُخرجوا من ديارهم واموالهم. یہ آیت کریمہ مال غنیمت کا استحقاق ظاہر کرنے میں عبارۃ النص ہے کہ آیت مبارکہ اسی لئے لائی گئی ہے اور نفس کلام میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کفار مسلمان مہاجرین کے اموال کے مالک ہو جائیں۔ وہ لفظ فقراء ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت کے بعد وہ اپنے اموال کے مالک نہ رہ جائیں گے ورنہ ان کو فقراء نہ کہا جاتا۔ جب یہ فقراء مہاجرین

https://t.me/faizanealahazrat

اپنے اموال متروکہ کے مالک نہ رہے تو کوئی نہ کوئی ان اموال کا مالک بہر حال ہوگا اور وہ کفار ہی ہوں گے۔اس مفہوم کے لئے آیت مبارکہ اشارۃ النص کی مثال ہے۔

دلالت النص: وہ معنی جس کے بارے میں باعتبار لغت یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم منصوص علیہ کی علت ہے۔جیسے لا تقل لهما اف ولا تنهر هما۔سے حرمت ضرب کا مفہوم عالم لغات اول وہلہ میں سمجھ جائیگا کہ حرمت تافیف ہر طرح کی اذیت ختم کرنے کے لئے ہے۔

اقتضاء النص: وہ مفہوم زائد ہے جس کے بغیر نص منطوق کی صحت متحقق نہ ہو۔جیسے فتحرير رقبة میں رقبہ کے بعد مملوکۃ کا مفہوم صحت نص کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ تحریر رقبہ کا تحقق بغیر ملک کے ہوگا ہی نہیں۔

مقتضی اور محذوف میں فرق: مقتضی شرعا ثابت ہوتا ہے اور محذوف لغۃ ثابت ہوتا ہے۔مقتضی کی صراحت کے وقت مقتضی باقی رہتا ہے بخلاف محذوف کے کہ محذوف کی صراحت کے وقت مذکور کی طرف جو چیز منسوب ہوتی ہے اس کی نسبت ختم ہو جاتی ہے۔جیسے واسئل القرية میں اسئل کی نسبت قریہ کی طرف ہے اھل محذوف کی صراحت کے وقت وہ نسبت اب اہل کی طرف ہو جائے گی۔

نوٹ: مقتضی النص میں عموم نہیں ہوتا اسی لئے وہ احتمال تخصیص بھی نہیں رکھتا۔مثلا کسی نے قسم کھائی کہ میں پیوں گا نہیں اور مراد لیا کوئی مخصوص مشروب۔اس کی یہ نیت کارگر نہ ہوگی کچھ بھی پیئے گا حانث ہو جائیگا۔

مقتضی النصوص میں عموم وخصوص کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوگا اس لئے کہ مقتضی معانی کی قبیل سے ہے اور عموم وخصوص الفاظ کے عوارض سے ہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

وجوہ فاسدہ کا بیان

بعض اصولیین نے نصوص میں وجوہ فاسدہ کے طور پر عمل کیا جو ہمارے احناف کے یہاں قطعی صحیح نہیں ان وجوہ فاسدہ میں سے یہاں چند ذکر کی جارہی ہیں۔

(۱) وجہ فاسد: تخصیص علی الشی باسمہ العلم تخصیص ثابت کرتی ہے اور ماعداہ کی نفی پر دلالت کرتی ہے احناف کے نزدیک یہ فاسد ہے اس لئے کہ نص ماعداہ کو شامل ہی نہیں ہوتی تو کیسے نفی واثبات کے طور پر اس میں کوئی حکم ثابت کرے گی؟

شبہ: حدیث "الماء من الماء" کا مطلب یہ ہے کہ "الغسل من المنی" یعنی غسل منی سے ہے منی نہیں تو غسل نہیں جیسا کہ انصار کرام نے اس حدیث سے یہی سمجھا اس لئے کہ وہ حضرات اکسال سے غسل واجب نہیں سمجھتے تھے اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ وہ حضرات تخصیص علی الشئی کو نفی ماعداہ پر دال مانتے تھے۔

ازالہ شبہ: انصار کرام نے تخصیص علی الشئی سے نفی ماعداہ نہیں سمجھا بلکہ ان حضرات نے الماء میں الف لام استغراقی مانا جس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام وہ غسل جو منی سے متعلق ہیں وہ منی سے ہے۔

رہ گیا اکسال یعنی ادخال ذکر سے وجوب غسل کا قول اس لئے ہے کہ اکسال میں بھی خروج منی ہے کہ التقاء ختانین خروج منی کے قائم مقام ہے۔

تنبیہ: تخصیص علی الشی کو ماعداہ کی نفی پر دال ماننے کی صورت میں کبھی کبھی کفر بھی لازم آسکتا ہے مثلا محمد رسول اللہ ﷺ میں تخصیص علی الشئی ہے تو اگر اس سے ماعدا کی نفی مانی جائے تو دوسرے انبیاء کرام کی رسالت کی نفی ہو جائے گی جو کفر بھی ہے اور کذب بھی۔

(۲) وجہ فاسد: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حکم جب کسی شرط پر معلق ہو یا کسی وصف سے متصف ہو تو عدم شرط اور عدم وصف کے وقت نفی حکم ثابت ہوگی اسی لئے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ آیت کریمہ "ومن لم یستطع منکم طولا ان

https://t.me/faizanealahazrat

ینکح المحصنٰت المؤمنات فمن ما ملکت أیمانکم من فتیاتکم المومنات "۔کی روشنی میں شرط یا وصف مفقود ہونے کی صورت میں باندی سے نکاح کو جائز نہیں کہتے ہیں۔

فوت شرط: یعنی آزاد عورت سے شادی پر قدرت ہو تو باندی سے نکاح جائز نہیں۔

فوت وصف: یعنی آزاد عورت سے شادی پر قدرت نہیں ہے لیکن کتابی باندی سے شادی کر لی تو یہ بھی جائز نہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں مومنات کا وصف لگا ہوا ہے۔

حضرت امام شافعی نے وصف کو بھی شرط کی منزل میں رکھا ہے اور تعلیق بالشرط کو منع حکم میں مؤثر مانا ہے۔منع سبب میں موثر نہیں مانا یعنی ان کے نزدیک تعلیق بالشرط سے حکم تو رک جاتا ہے لیکن سبب منعقد ہو جاتا ہے۔اسی لئے انھوں نے تعلیق طلاق اور عتاق بالملک کو لغو اور باطل قرار دیا اور کفارہ بالمال کی ادائیگی کو حانث ہونے سے پہلے بھی جائز قرار دیا۔

تعلیق بالطلاق کی صورت یہ ہوگی کہ کوئی شخص اجنبیہ سے کہے ان نکحتك فانت طالق۔ اور تعلیق عتاق بالملک کی صورت یہ ہوگی کہ اپنے غیر کے غلام سے یوں کہے ان ملکتك فانت حر۔

پہلی مثال میں انت طالق سبب ہے اور وقوع طلاق حکم ہے اور دوسری مثال میں انت حر سبب ہے اور وقوع عتق حکم ہے۔حضرت امام شافعی کے نزدیک جب سبب منعقد ہو جاتا ہے تو اس کے لئے محل ضروری ہے اور یہاں دونوں مثالوں میں محل مفقود ہے اس لئے کہ اجنبیہ محل طلاق نہیں، غیر کا غلام محل عتق نہیں تو دونوں جملے لغو اور باطل ہو گئے۔

کفارۂ یمین کی ادائیگی حانث ہونے سے پہلے جائز۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی نے قسم کھائی تو یہی قسم کھانا یعنی یمین سبب ہے اور وجوب کفارہ حکم ہے۔اور جب سبب منعقد ہو گیا تو حکم کا ترتب اس پر صحیح ہے۔یعنی نفس وجوب کفارہ کا سبب منعقد ہو چکا ہے تو نفس وجوب کفارہ ثابت البتہ وجوب ادا شرط کی وجہ سے موخر

https://t.me/faizanealahazrat

ہوگا۔ یمین میں بھی ایک شرط مقدر ہوتی ہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ جب کسی نے قسم کھائی تو گویا یہ کہتا ہے ان حنثت فعليّ كفارة يمين۔

سوال: تقریر مذکور سے تو یہی ثابت ہوا کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک حانث ہونے سے پہلے محض نفس وجوب کفارہ ثابت ہوتا ہے رہ گیا وجوب ادائے کفارہ تو وہ حانث ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے تو پھر کیسے کفارہ بالمال کی ادا کو حانث ہونے سے پہلے ہی جائز قرار دیا۔

جواب: کفارات مالیہ میں نفس وجوب اور وجوب ادا کے درمیان فصل ہوتی ہے ایک دوسرے سے جدا ہوسکتے ہیں تو یمین ہی سے نفس وجوب پالیا جاتا ہے اور وجوب ادا شرط کی بنیاد پر رُکا رہتا ہے۔ تو محض وجود سبب سے کفارہ کی ادائیگی واجب تو نہیں لیکن کسی نے ادا کر دیا تو یہ ادائیگی صحیح ہوگی اس لئے کہ نفس وجوب پالیا گیا ہے۔۔ ادائیگی کا وجوب الگ چیز ہے اور جواز وصحت الگ چیز ہے۔

کفارات بدنیہ کا بھی نفس وجوب یمین ہی سے ثابت اور وجوب ادا کے لئے یہاں بھی حانث ہونا شرط ہے۔ لیکن یہاں نفس وجوب اور وجوب ادا ساتھ ساتھ ہوتے ہیں دونوں کے درمیان فصل ممکن ہی نہیں۔ وجوب صلوٰۃ، وجوب صوم ہی وجوب ادا ہے۔ دونوں الگ نہیں ہوسکتے اس لئے یہاں حانث ہونے سے پہلے ادائے کفارہ متصور نہیں۔

احناف کا مذہب: احناف کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ تعلیق بالشرط صرف منع حکم میں موثر ہوتی ہے منع سبب میں موثر نہیں ہوتی۔

احناف کے نزدیک تعلیق بالشرط منع حکم کے لئے نہیں ہوتی بلکہ منع سبب کے لئے ہوتی ہے اور منع سبب کے واسطے سے منع حکم بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ شرط سبب ہی پر داخل ہوتی ہے تو اسی کو روکے گی۔ حکم تو مذکور ہی نہیں ہوتا تو اس پر دخول شرط متصور ہی نہیں ہوگا تو شرط اس کے لئے مانع کیسے ہوگی؟ ہاں سبب کے منعقد نہ ہونے کی وجہ سے حکم کا وجود نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ شرط سبب ہی پر داخل ہوتی ہے تو اس کے روکنے میں موثر ہوگی تو انعقاد سبب نہ ہو سکے گا۔ لھٰذا اب ان نكحتك فانت طالق۔ ان

https://t.me/faizanealahazrat

ملکتك فانت حر جیسے جملے لغو اور باطل نہ ہونگے۔ اس لئے کہ انت طالق انت حر بحیثیت سبب وجود ہی میں نہیں آئے کہ ان کو محل کی ضرورت پڑے اور محل نہ ہونے کی وجہ سے انھیں لغو اور باطل قرار دیا جائے۔ گویا وجود نکاح وجود ملک سے پہلے ان جملوں کا تلفظ ہی نہ ہوا۔

شوافع کے مستدلات کا رد: حضرات شوافع نے مطلقاً وصف کو شرط کی منزل میں رکھا۔ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ وصف کے کل تین درجے ہیں۔(۱) ادنیٰ وصف اتفاقی (۲) اوسط وصف شرطی (۳) اعلیٰ وصفِ علّی۔

ادنیٰ وصف اتفاقی: جو اصل مقصود متکلم میں کسی طرح موثر نہ ہو اس کا وجود وعدم برابر۔ اس کا عدم عدمِ حکم میں بالاتفاق موثر نہیں ہوتا۔ جیسے ربائبکم اللاتی فی حجورکم۔ میں حجورکم

اوسط وصف شرطی: وصف شرط کے معنی میں ہو من فتیاکم المومنات میں۔ المومنات۔

اعلیٰ وصف علّی: وصف علت کے معنی میں ہو جیسے السارقة والسارقة فاقطعوا ایدیهما۔

وصف کے درجات ثلثہ میں اعلیٰ وصفِ علّی ہے یعنی وصف جب علت کے معنی میں ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے عدم سے عدم حکم لازم نہیں تو اوسط اور ادنی میں بدرجہ اولی عدم وصف عدم حکم کو مستلزم نہ ہوگا۔

حضرات شوافع نے شرط کو منع حکم میں موثر مانا اور اس کو خیار شرط فی البیع پر قیاس کیا کہ جب خیار شرط حکم بیع پر داخل ہو کر اس کو روکتا ہے اسی طرح تعلیق بالشرط بھی حکم کو روکے گی۔ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ اس قیاس کے قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیع چونکہ تعلیق کو قبول نہیں کرتی اور خیار شرط بھی ایک طرح کی تعلیق ہے تو حق تو یہ ہے کہ بیع خیار شرط کو قبول ہی نہ کرے لیکن شریعت طاہرہ نے دفع غبن کے لئے ضرورۃً جائز قرار دیا ورنہ تو بیع کو خیار شرط کے ساتھ ناجائز

https://t.me/faizanealahazrat

ہونا چاہیئے اس لئے کہ تعلیق شرط کی بنیاد پر بیع قمار ہو جائیگی اور قمار حرام ہوتا ہے۔اس لئے خیار شرط کو بیع پر داخل نہیں مانا جاتا بلکہ حکم بیع پر اس کو داخل مانتے ہیں رہ گیا طلاق یا عتاق یہ سب تعلیق کو قبول کرتے ہیں اس لئے کہ یہ اسقاطات سے ہیں اور بیع اثباتات سے ہے یعنی طلاق و عتاق عدم کو چاہتے ہیں اور بیع وجود کو چاہتی ہے۔لہذا تعلیق طلاق و عتاق کو بیع پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

حضرات شوافع نے کفارات مالیہ میں نفس وجوب کو وجوب ادا سے جدا مانا یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ یہ حقوق العباد میں تو ہوسکتا ہے لیکن حقوق اللہ میں چونکہ مال مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ ادا ہی مقصود ہوتی ہے تو باب حقوق اللہ میں کفارات مالیہ کفارات بدنیہ ہی کی طرح ہوئے کہ نفس وجوب وجوب ادا سے جدا نہ ہوگا۔تو حانث ہونے سے پہلے ادائے کفارہ مالیہ بھی صحیح نہیں ہونا چاہیئے۔واللہ تعالی اعلم۔

(۳) وجہ فاسد: حضرات شوافع کے یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا اگر چہ دونوں دو الگ الگ واقعہ میں ہوں تو اگر ایک ہی واقعہ میں ہوں بدرجہ اولی محمول کیا جائیگا جیسے کفارۂ قتل کے سلسلے میں ارشاد ہوا۔فتحریر رقبة مومنة اور دوسرے کفارات مثلا کفارۂ ظہار، کفارۂ یمین میں مطلق آیا ہے۔

حضرت امام شافعی کے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا اور تمام کفارات میں مومن ہی غلام آزاد کرنا ضروری ہوگا۔

احناف کے نزدیک یہ استدلال فاسد ہے صحیح نہیں اس لئے کہ یہ شارع کی مراد پر زیادتی ہے ممکن ہے کہیں شارع کی مراد میں تشدید ہو کہیں تخفیف ہو۔لہذا مطلق کو مقید پر محمول نہ کیا جائے گا اگر چہ دونوں ایک ہی واقعہ میں کیوں نہ ہوں بشرطیکہ دونوں دو الگ الگ احکام میں ہوں۔یعنی مطلق و مقید ایک واقعہ میں ہوں یا دو واقعہ میں ہوں اور دونوں الگ الگ حکم میں وارد ہوں تو احناف کے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کریں گے۔ہاں اگر مطلق و مقید ایک ہی حکم میں ہوں تو احناف کے یہاں بھی مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا جیسے کفارۂ یمین میں قرأت مشہورہ

https://t.me/faizanealahazrat

کے مطابق فصیام ثلثۃ ایام ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں فصیام ثلثۃ ایام متتابعات ہے۔ دونوں قرائتیں دو آیتوں کی منزل میں ہیں۔ یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا اس لئے کہ حکم واحد دو متضاد اوصاف کو قبول نہیں کر سکتا۔

حضرت امام شافعی نے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا اس لئے کہ ان کے نزدیک قرأت غیر متواترہ پر عمل جائز نہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت غیر متواترہ ہے اس لئے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

اعتراض: احناف کے نزدیک جب یہ طے ہو گیا کہ حکم ایک ہو تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ لہذا صدقہ فطر سے متعلق ایک حدیث یہ ہے۔ ادوا عن کل حر وعبد یہ مطلق ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے۔ ادوا عن کل حر و عبد من المسلمین۔ یہ مقید ہے یہاں واقعہ بھی ایک ہے یعنی صدقہ فطر اور حکم بھی ایک ہے یعنی ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں ادا کرنے کا۔

یہاں عندالاحناف مطلق کو مقید پر محمول کرنا چاہیئے صرف مومن غلام ہی کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے۔ کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم نہیں ہونا چاہیئے ،حالانکہ احناف کے یہاں کافر غلام کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

جواب: یہاں دو مختلف نصیں ایک حکم میں نہیں وارد ہیں۔ بلکہ سبب میں وارد ہیں اور ایک شی کے لئے چند اسباب ہو سکتے ہیں یعنی صدقہ فطر واجب ہونے کا سبب مومن غلام بھی ہو سکتا ہے اور کافر غلام بھی ہو سکتا ہے اس میں اجتماع متضادین نہیں لہذا دونوں نصوں پر عمل کیا جائے گا۔

نص مطلق و مقید کے احتمالات خمسہ

(۱) مطلق و مقید غیر حکم یعنی سبب میں وارد ہوں اس کا حکم یہ ہے دونوں پر عمل کرنا واجب ہے احناف کے نزدیک اور شوافع کے یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا۔

https://t.me/faizanealahazrat

(۲) مطلق ومقید ایک واقعہ ایک حکم میں وارد ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ احناف وشوافع اس میں اتفاق کرتے ہیں جیسے صم شھرین، صم شھرین متتابعین۔

(۳) مطلق ومقید دو واقعات میں وارد ہوں اور حکم ایک ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ احناف کے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا۔ شوافع کے یہاں مقید پر محمول کیا جائے گا۔ جیسے کفارۂ قتل، اور دوسرے کفارات میں تحریر رقبہ کا حکم۔

(۴) مطلق ومقید ایک ہی واقعہ میں وارد ہوں اور حکم مختلف ہو۔ اس کا حکم یہ ہے احناف کے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا۔ شوافع کے یہاں محمول کیا جائے گا جیسے کفارۂ ظہار واقعہ ایک ہے۔ اس میں تین احکام ذکر کئے گئے تحریر رقبہ، صیام، اطعام مساکین، تحریر رقبہ اور صیام عدم تماس سے مقید ہیں اور اطعام مساکین مطلق ہے۔ حضرت امام شافعی نے اطعام مساکین کو بھی عدم تماس سے مقید کر دیا یعنی تحریر رقبہ اور روزے جس طرح عورت سے جماع کے پہلے ہونا ضروری ہے اسی طرح اطعام مساکین بھی عورت سے جماع کے پہلے ہونا چاہیے۔ اگر اطعام مساکین کے درمیان ہی عورت سے جماع کر لیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا پھر از سر نو مساکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔

(۵) مطلق ومقید دو واقعہ میں وارد ہوں اور حکم بھی مختلف ہو۔ اس کا حکم بالاتفاق یہی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا۔ جیسے کفارۂ قتل کے صیام میں تتابع کی قید ہے اور کفارہ ظہار میں اطعام مساکین مطلق ہے۔ تو اس مطلق کو کفارہ قتل کے مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا کہ مساکین کو کھانا کھلانے میں بھی تتابع کی قید لگا دیجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) وجہ فاسد: عام جب کسی نص یا قول صحابہ میں کسی ایک شخص کے متعلق وارد ہو تو وہ اپنے سبب کے ساتھ خاص ہوگا۔ مثلاً کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی سوال کیا۔ تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

https://t.me/faizanealahazrat

من فعل كذا فعليه كذا۔حضرت امام شافعی کے نزدیک یہ حکم اسی سائل کے ساتھ خاص ہوگا الفاظ اگرچہ عام کے ہیں۔اور دوسرے اشخاص کے لئے بھی یہ حکم قیاس یا کسی دوسری نص کے ذریعہ ثابت ہوسکتا ہے۔اس نص سے صرف اسی سائل ہی کے لئے حکم ثابت ہوگا۔

احناف کے نزدیک یہ فاسد ہے صحیح نہیں،اس لئے کہ یہ ضابطہ جمہور علما کی رائے کے خلاف ہے اجماع صحابہ کے بھی خلاف ہے۔مثلاً آیت ظہار اوس بن صامت کی بیوی اور آیت لعان ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔آیت قذف حضرت عائشہ کے قذف سے متعلق اور آیت سرقہ حضرت صفوان کی چادر کے سرقہ سے متعلق نازل ہوئی۔ان سب آیات کریمہ کے موارد خاص ہیں پھر بھی حکم عام رہا انھیں حضرات کے ساتھ خاص نہیں رہا۔

احناف کے نزدیک بھی عام اپنے سبب کے ساتھ خاص ہوگا لیکن اس وقت جبکہ وہ مستقل بنفسه نہ ہو۔جیسے سهى رسول الله ﷺ فسجد۔ لفظ سجد عام ہے لیکن جزا کی جگہ پر واقع ہوا تو اب یہ خاص ہو جائیگا اور مراد سجدۂ سہو ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) وجہ فاسد: قرآن فى النظم قران فى الحكم کو واجب کرتا ہے۔جیسے اقيموا الصلوة و آتوا الزكوة ۔واو حرف عطف کے ذریعہ دوسرے جملہ کا پہلے جملہ سے قران یعنی اتصال ہوا تو جو حکم پہلے جملہ کا ہوگا وہی حکم دوسرے جملہ کا بھی ہوگا۔مثلاً نماز بچے پر فرض نہیں تو زکوٰۃ بھی بچے پر فرض نہیں۔اس لئے کہ عطف مشارکت کو چاہتا ہے۔اس ضابطہ کے قائل حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔احناف کے یہاں یہ فاسد ہے صحیح نہیں۔اس لئے کہ جب دوسرا جملہ مستقل بنفسہ ہے تو اس کو جملہ اولیٰ کے حکم میں شریک کرنا اس کے استقلال کے منافی ہے۔ہاں دوسرا جملہ ناقص ہوتا تو اس کو پہلے کے حکم میں شریک کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ اپنی تمامیت میں جملہ اولیٰ کا محتاج ہوگا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے جملہ کاملہ کو جملہ ناقصہ پر قیاس کیا جو قیاس مع الفارق ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

بحث الاحکام المشروعہ

احکام مشروعہ وہ احکام تکلیفیہ جن کو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے مشروع فرمایا۔

احکام مشروعہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) عزیمت (۲) رخصت

عزیمت: وہ احکام مشروعہ ہیں جن کی بنیاد عوارض پر نہ ہو۔ بلکہ وہی اللہ تعالی کی جانب سے ابتدا ہی سے اصلی ہوں۔ خواہ ان کا تعلق مامورات سے ہو یا منہیات سے۔

رخصت: وہ احکام مشروعہ جن کی بنیاد عوارض یعنی بندوں کے اعذار پر ہوں۔

عزیمت کی کل چار قسمیں ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) نفل

(۱) فرض: وہ حکم مشروع ہے جس کا وجوب دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی اسمیں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو۔ جیسے ایمان، اور اسلام کے ارکان اربعہ، نماز، زکوۃ وغیرھا

فرض کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض اعتقادی (۲) فرض عملی

فرض اعتقادی: مجتہد جس شی کی طلب جزمی حتمی اذعان کرے اگر وہ اذعان بدرجہ یقین معتبر فی اصول الدین ہو تو وہ فرض اعتقادی ہے۔ اس کا منکر عند الفقہا کافر اور متکلمین کے نزدیک اس وقت کافر ہوگا جب مسئلہ ضروریات دین سے ہو۔

فرض عملی: مجتہد جس شی کی طلب جزمی جانے بایں طور کہ وہ شی کسی عمل میں فرض ہے تو بے اس کے وہ عمل باطل محض ہو اور مستقل مطلوب ہو تو یہی فرض عملی ہے۔

فرض کا حکم: اس کو لازم سمجھنا علم اور تصدیق بالقلب کے اعتبار سے اعضاء جوارح سے اس پر عمل کو واجب جاننا اس کا منکر کافر ہوگا، اس کا تارک بلا عذر فاسق ہوگا۔

(۲) واجب: وہ حکم مشروع جس کا وجوب دلیل ظنی سے ثابت ہو یعنی دلیل کے ثبوت میں شبہ ہو یا اس کی دلالت میں شبہ ہو جیسے خبر واحد یا عام خص عنہ البعض کے ذریعہ حکم کا ثبوت۔

https://t.me/faizanealahazrat

واجب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) واجب اعتقادی (۲) واجب عملی

واجب اعتقادی: مجتہد جس شی کی طلب جزمی حتمی اذعان کرے لیکن تمام ائمہ کا اس پر اتفاق نہ ہو تو یہی واجب اعتقادی ہے۔

واجب عملی: وہ امر ہے کہ بے اس کے حکم صحت حاصل ہو جائے اور برأت ذمہ محتمل ہو۔

واجب کا حکم: اعضاء و جوارح سے اس پر عمل لازم ہے تصدیق بالقلب لازم نہیں۔ اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔ ہاں تارک بلا عذر فاسق ہوگا۔

(۳) سنت: وہ حکم مشروع جس پر دین میں چلا جائے خواہ حضور اقدس ﷺ اس پر چلے ہوں یا صحابہ۔

اس کا حکم یہ ہے کہ بندوں سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا فرض و واجب سمجھے بغیر اسی سنت کا نام سنت ہدی بھی ہے اس کا تارک بلا عذر ملامت کا مستحق ہوگا۔

سنت مطلقہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سنت ہدی (۲) سنت زوائد

سنت ہدیٰ: کی تعریف وہی ہے جو اوپر گذر چکی۔ مثال، اذان اقامت وغیرہ۔

سنن زوائد: رسول اللہ ﷺ کے وہ افعال جو آپ سے علی سبیل العادۃ صادر ہوئے ہوں۔ جیسے لباس، کھانا وغیرہ۔

اس کا تارک نہ ملامت کا مستحق نہ اساءت کا۔

(۴) نفل: وہ حکم مشروع جو فرض، واجب، سنت کے علاوہ ہو۔

نفل کا حکم یہ ہے کہ جس کے کرنے پر بندے کو ثواب ملے اور چھوڑنے پر عقاب نہ ہو۔

فائدہ: احکام مشروعہ جانب فعل میں کل پانچ ہیں۔

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت موکدہ (۴) سنت غیر موکدہ (۵) مستحب (۶) مباح خالص

اور جانب ترک میں ان کے متقابلات پانچ ہیں۔

(۱) فرض کا مقابل حرام

(۲) واجب کا مقابل مکروہ تحریمی

https://t.me/faizanealahazrat

(۳) سنت موکدہ کا مقابل اساءت

(۴) سنت غیر موکدہ کا مقابل مکروہ تنزیہی

(۵) مستحب کا مقابل خلاف اولی

مباح خالص وہ امر ہے جس کے کرنے نہ کرنے پر نہ ثواب، نہ عقاب، نہ ملامت، نہ عتاب۔ اس لئے کہ اسکا کوئی مقابل نہیں۔

رخصت کی بھی کل چار قسمیں ہیں۔

(ا) رخصت کی اولاً دو قسمیں ہیں۔ (i) رخصت حقیقیہ (ii) رخصت مجازیہ

رخصت حقیقیہ کی دو قسمیں: (۱) احق (۲) غیر احق

(۱) رخصت حقیقیہ احق: وہ رخصت ہے جس کے ذریعہ فرض و واجب عدم مواخذہ میں مباح کی منزل میں ہو جاتے ہیں جیسے مکرہ کے لئے زبان سے کلمہ کفر جاری کرنا۔ ماہ رمضان کے دن میں افطار۔ مال غیر کا تلف۔

(۲) رخصت حقیقیہ غیر احق: وہ رخصت ہے جس کے ذریعہ حرام، قیام سبب کے باوجود مباح ہو جائے اور حکم مؤخر ہو جائے۔ جیسے مسافر کے لئے ماہ رمضان میں سبب کے قیام کے باوجود دن میں افطار مباح اور وجوب ادا مؤخر ہوتا ہے۔

حکم: ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ عزیمت پر عمل اولی ہے۔

رخصت مجازیہ کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) اتم (۲) غیر اتم

(۳) رخصت مجازیہ اتم: وہ رخصت ہے جس کے ذریعہ امم سابقہ کے بہت سارے احکام ساقط ہوں اور ہمارے حق میں مشروع نہ ہوں۔ جیسے گناہوں سے توبہ کے لئے خطا کار کے اعضا کا کاٹنا۔ غیر مسجد میں نماز کا صحیح نہ ہونا۔

(۴) رخصت مجازیہ غیر اتم: وہ رخصت ہے جس کے ذریعہ بعض احکام، مشروع ہونے کے باوجود بندوں سے ساقط ہوں۔ جیسے مبیع کا متعین ہونا اور اس کا حضور عام بیوع میں شرط ہے۔ اور بیع سلم میں یہ شرط ساقط ہے جیسے شراب اور مردار کی حرمت مضطر اور مکرہ کے حق میں ساقط ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

حکم: ان دونوں رخصتوں کا حکم یہ ہے کہ عزیمت پر عمل ہرگز نہ کیا جائے اگر کوئی عزیمت پر عمل کریگا تو گنہگار ہوگا۔

یہ دونوں رخصتیں حقیقت میں رخصت ہیں ہی نہیں۔ ان کو بس مجازاً رخصت کہدیا گیا ہے اس لئے کہ رخصت مجاز یہ اتم میں اصل یعنی عزیمت ابتدا ہی سے ساقط ہے مشروع کی حیثیت سے باقی ہی نہیں رہی تو یہاں اسقاط در حقیقت رخصت ہے ہی نہیں۔ بس مجازاً رخصت اس حیثیت سے کہدیا گیا ہے کہ مشروعیت سابقہ کا نسخ ہے۔

اسی طرح رخصت مجاز یہ غیر اتم کو بھی رخصت مجازاً کہدیا گیا ورنہ من کل الوجوہ رخصت نہیں اس لئے کہ اس میں مشروعیت بعض مواقع پر رہتی ہے بعض مواقع پر مشروعیت ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے حرمت خمر ومیتہ مکرہ ومضطر کے حق میں مشروع نہیں اسی لئے کوئی مکرہ اور مضطر نہ کھائے اور مرجائے تو گنہگار ہوگا۔ (فتاوٰی عالمگیری) رخصت اس لئے کہا گیا کہ بعض دوسرے حضرات کے حق میں مشروعیت باقی رہتی ہے۔ اور رخصت کی بنیاد بقاء مشروعیت ہی پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

نمازوں میں قصر مسافر کے حق میں رخصت اسقاط ہے یعنی عزیمت ساقط ہے۔ عزیمت پر عمل جائز نہیں۔ اگر کسی نے قصداً ظہر یا عصر وعشا چار رکعت پڑھی تو گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ اخیر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور فرض کے ساتھ قصداً نفل ملانا جائز نہیں۔ (فتح القدیر) رخصت اسقاط ہونے کی دلیل حدیث شریف میں ہے۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال انقصر الصلوۃ و نحن آمنون فقال النبی ﷺ هذه صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته ۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرض کیا، کیا ہم نماز میں قصر کریں اس حال میں کہ ہم مامون ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ تم لوگوں پر اللہ تعالی کا صدقہ ہے۔ اللہ تعالی کا صدقہ قبول کرو۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں ہے فرمایا۔

قد فرض الله الصلوٰة على نبيكم فى الحضر اربعا وفى السفر ركعتين و فى الخوف ركعة ۔ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی ﷺ پر حالت

https://t.me/faizanealahazrat

اقامت میں چار رکعت اور حالت سفر میں دو رکعت اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر میں ہے فرمایا۔ صلوٰة السفر رکعتان و صلوٰة الضحی رکعتان و صلوٰة الفطر رکعتان و صلوٰة الجمعة رکعتان تمام من غیر قصر علی لسان محمد ﷺ اخرجه النسائی و ابن ماجه ۔یعنی سفر کی نماز دو رکعت ہے اور چاشت کی نماز دو رکعت ہے عید الفطر اور جمعہ کی نماز دو رکعت ہے بغیر کسی نقص کے حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے۔اس حدیث کی نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی۔

ایک دوسری دلیل۔نمازوں میں قصر مسافر کے حق میں رخصت اسقاط ہے۔اس پر ایک دلیل یہ ہے کہ رخصت حصول آسانی کے لئے ہوتی ہے اور آسانی قصر ہی میں ہے نہ کہ اکمال میں ہے۔لہذا اکمال ساقط۔

شبہ:جب بندوں کے لئے مناسب رخصت ہی ہے تو حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا ہی متعین ہونا چاہیئے۔روزے میں بندوں کو رخصت اور عزیمت کے درمیان اختیار کیوں؟اور نماز سفر میں اختیار کیوں نہیں؟

جواب شبہ:روزے میں رخصت کے بعد قرآن مجید ہی میں فعدة من ایام آخر آ گیا۔نیز روزے سے متعلق کسی حدیث میں هذه صدقة تصدق الله بها علیکم نہیں آیا تو یہاں عزیمت ساقط نہ ہوگی۔

تنبیہ:نماز سفر سے متعلق حدیث میں صدقہ کا لفظ آیا ہے۔یعنی نماز سفر میں قصر اللہ تعالیٰ کی جانب سے صدقہ ہے اور مصدق کا صدقہ قبول نہ کرنا مصدق کی کسر شان ہے۔لہذا اللہ کا صدقہ قبول کرنا واجب ہے۔اور ایسی چیز کا صدقہ جو احتمال تملیک نہ رکھے وہاں اسقاط محض ہے رد صدقہ کا احتمال نہیں۔یہ بندوں کے قبول پر بھی موقوف نہ رہے گا۔خصوصا اس وقت جب مصدق ایسی ذات ہو جس کی اطاعت لازم ہو۔مسئلہ دائرہ میں مصدق ایسی ذات ہے جس کی اطاعت ہر ہر شخص پر لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

https://t.me/faizanealahazrat

اقسام سنت کا بیان

اصول فقہ میں کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ کا مقام ہے۔ جس طریقے سے کتاب اللہ میں خاص عام مشترک مؤل اور دیگر اقسام بیان کئے گئے وہ سب سنت رسول اللہ میں پائے جائیں گے۔ لیکن یہاں وہ اقسام بیان کرنا مقصود نہیں۔ یہاں وہ اقسام سنت بیان ہوں گی جو سنت رسول اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

سنت: لغت میں طریقہ اور عادت کا نام ہے اور اصطلاح میں الطریقة المسلوکة فی الدین کو سنت کہتے ہیں۔

سنت کا اطلاق عبادات نافلہ پر بھی ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال غیر قرآنیہ پر بھی سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔

سنت اور حدیث میں فرق: سنت، رسول اللہ ﷺ کے وہ اقوال وافعال اور سکوت جس پر بندوں کو عمل کی اجازت ہو۔ اور صحابہ کے اقوال وافعال بھی سنت کہلاتے ہیں اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال کے ساتھ خاص ہے یہ تعریفات اور فرق اصولیین کے یہاں ہے ورنہ محدثین کے یہاں سنت، خبر، حدیث سب ایک ہیں کوئی فرق نہیں۔

سنت مسلمانوں تک پہونچنے کے اعتبار سے دو قسموں پر ہے۔

(۱) مرسل (۲) مسند

مرسل: وہ سنت ہے کہ اس کو بیان کرنے میں راوی اپنے اور حضور اقدس ﷺ کے درمیان کے وسائط چھوڑ دے اور یوں کہے قال النبی ﷺ کذا۔

مرسل کی کل چار قسمیں ہیں۔

(۱) مرسل صحابی: وہ سنت مرسلہ ہے کہ اس کو بیان کرنے میں صحابی رسول اپنے اور حضور اقدس ﷺ کے درمیان کے واسطہ کو چھوڑ دے۔ مثلا ایک صحابی

---

(۱) صحابی وہ بندہ مومن ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت ایمانی میں ملاقات کی ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

https://t.me/faizanealahazrat

رسول نے دوسرے صحابی رسول سے حضور اقدس ﷺ کا کوئی قول سنا خود اس نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا اور بیان کرتے وقت بلا واسطہ بیان کردیا اس طرح کہ قال رسول اللہ ﷺ کذا۔

(۲) مرسل تابعی: وہ سنت مرسلہ ہے کہ تابعی نے قول رسول بیان کرتے وقت بیچ کا واسطہ چھوڑ دیا ہو۔

(۳) مرسل تبع تابعی: وہ سنت مرسلہ ہے کہ تبع تابعی نے قول رسول بیان کرتے وقت بیچ کے واسطے ترک کردئے۔

(۴) مرسل من وجہ: وہ سنت رسول جو من وجہ مرسل ہو اور من وجہ مسند ہو مثلا حدیث لا نکاح الا بولی۔ اسرائیل ابن یونس نے اسے مرسل کہا اور شعبہ نے اسے مسند کہا۔

احکام اقسام اربعہ

مرسل صحابی کا حکم: یہ ہے کہ اسے سماع من الرسول ﷺ ہی پر محمول کیا جائیگا اور بالاجماع اسے مقبول کا درجہ حاصل ہوگا۔

مرسل تابعی اور مرسل تبع تابعی کا حکم: یہ ہے کہ اسے اس بات پر محمول کیا جائیگا کہ راوی کے لئے معاملہ واضح تھا اور اسناد بھی اس پر نمایاں تھی اس لئے ارسال کردیا۔ ایسی مراسیل مسند سے بھی اعلی ہوتی ہیں۔ یعنی اس طرح کی مراسیل اور مسند میں تعارض ہو تو مراسیل کو ترجیح دی جائے گی۔

یہی مراسیل احناف کے یہاں حجت بنتی ہیں۔ ان مراسیل سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہوگی اس لئے کہ مسند کا ادنی درجہ اخبار آحاد ہیں اور مراسیل مذکورہ جب مسند سے اعلی ہوتی ہیں تو اخبار آحاد سے تو بہر حال اعلی ہوں گی اور اخبار آحاد سے اعلی ہونے کا مطلب ہے کہ اخبار مشہورہ کی منزل میں ہوتی ہیں اور اخبار مشہورہ سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز تو ان سے بھی کتاب اللہ پر زیادتی جائز۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) وہ بندہ مومن ہے جس نے حالت ایمانی کسی صحابی رسول کی صحبت پائی ہو اور ایمان پر خاتمہ ہوا ہو۔ اور تبع تابعی وہ بندہ مومن جس نے کسی تابعی کا ساتھ پایا ہو پھر ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

مرسل من وجہ کا حکم: یہ ہے کہ اس کو مسند کے حکم میں رکھا جائیگا۔
مراسیل قرون ثلثہ کے علاوہ میں اصولیین کا اختلاف ہے۔احناف کے یہاں اگر وہ مراسیل ثقات کی ہیں تو مقبول ہیں۔ورنہ نہیں
امام شافعی علیہ الرحمہ صرف حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے مراسیل ثابت مانتے ہیں۔واللہ اعلم
مسند: وہ سنت رسول ہے جس کو بیان کرنے میں راوی نے کوئی واسطہ ترک نہ کیا ہو۔اس کی تین قسمیں ہیں۔
(۱)متواتر (۲)خبر مشہور (۳)خبر واحد۔
(۱)متواتر: وہ مسند ہے جس کو ایسی قوم نے بیان کیا کہ اس قوم کا کذب پر اتفاق متصور نہ ہو ان کی کثرت ان کی عدالت پر نظر کرتے ہوئے لوگ ان کے کذب پر اتفاق کو بہت بعید جانیں۔جیسے صلوات خمسہ کی فرضیت، حج، صوم وغیرھا۔
متواتر کا حکم: علم بدیہی کی طرح علم یقین کا افادہ کرے گی اس پر عمل واجب۔اس کا منکر کافر ہوگا۔
(۲)خبر مشہور: وہ مسند ہے جو دور صحابہ میں خبر واحد رہی ہو پھر تابعین، تبع تابعین کی ایسی جماعت نے اس کو بیان کرنا شروع کیا کہ عقل انسانی ان کے کذب پر اتفاق کو بہت بعید جانے۔جیسے مسح خفین کی حدیث وغیرہ
نوٹ: تابعین، تبع تابعین، کے بعد والوں کا کسی خبر رسول پر اتفاق خبر کو خبر مشہور نہ بنا سکے گا۔
خبر مشہور کا حکم: واجب العمل ہونے میں متواتر کی منزل میں ہے اس سے بھی کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے لیکن اس کے منکر کو کافر نہ کہا جائیگا ہاں اس کا منکر گمراہ کہلائیگا۔
(۳)خبر واحد: وہ مسند ہے جس کو ایک یا دو اشخاص نے روایت کیا ہو۔یا دو سے بھی زائد اشخاص نے روایت کیا ہو لیکن ان کی کثرت مشہور اور متواتر کے رواۃ کی

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

طرح نہ ہو۔ یعنی اتنے زیادہ نہ ہوں کہ قوم ان کے اتفاق علی الکذب کو بعید جانے۔ یہ مفید ظن ہوتی ہے۔

خبر واحد کا حکم : خبر واحد پر بھی عمل واجب ہے۔

لیکن اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔

شرط اول : کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو۔

شرط دوم : خبر مشہور و متواتر کے خلاف نہ ہو۔

شرط سوم : عموم بلویٰ کے خلاف نہ ہو۔

شرط چہارم : صحابہ کرام کا اسمیں ایسا اختلاف نہ ہو کہ ان حضرات نے اسے حجت بنانا چھوڑ دیا ہو۔

خبر واحد کے واجب العمل ہونے کے لئے شروط اربعہ کے ساتھ اس کے راوی میں بھی چار چیزیں پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) عادل ہونا

(۳) عاقل بالغ ہونا (۴) ضبط صدر کا مالک ہونا۔

ضبط صدر کا مطلب: یہ ہے کہ کوئی بات سنے تو غور سے سنے پھر اسے قاعدے سے سمجھ بھی لے پھر اس کو یاد کرلے اور یاد کر کے اسے باقی بھی رکھے۔

فائدہ: کافر، فاسق، نابالغ، معتوہ، کی خبر واحد پر عمل واجب نہیں ہے۔

معتوہ: اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پیدائشی نسیان و سہو کا شکار ہو اور بے سوچے سمجھے باتیں کرنے والا ہو۔

خبر واحد باعتبار رواۃ چند قسموں پر ھے

(۱) خبر واحد کا راوی ثقہ اور عادل ہونے کے ساتھ ساتھ اگر تفقہ میں مشہور ہے اور مرتبہ اجتہاد پر فائز ہے تو اس کی خبر واحد کے مقابلے میں قیاس پر عمل جائز نہ ہوگا۔

وہ حضرات گرامی مرتبت جو ثقہ اور عادل ہونے کے ساتھ ساتھ تفقہ میں بھی مشہور اور مرتبہ اجتہاد پر بھی فائز تھے۔ ان میں بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱) حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خبر واحد کا راوی اگر تفقہ میں معروف نہیں اور نہ ہی مرتبہ اجتہاد پر فائز صرف عدالت حفظ وضبط صدر میں کامل اور معروف ہے۔ ایسے حضرات کی خبر واحد اگر قیاس کے موافق ہے تب تو معمول بہ ہوگی۔ اور اگر قیاس کے مخالف ہے تو خبر واحد کو چھوڑ دیا جائیگا اور قیاس پر عمل کیا جائیگا۔

وہ حضرات جو صرف عدالت حفظ وضبط صدر میں مشہور تھے وہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ تھے۔

ایسی خبر واحد کی مثال کہ اس کے مقابل میں قیاس کو ترجیح دی گئی۔ حدیث مُصَرَّاۃ ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔

حدیث مُصَرَّاۃ۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطها ردها و صاعا من تمر رواه مسلم و ابوداؤد۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

https://t.me/faizanealahazrat

ارشاد فرمایا اونٹوں، بکریوں کو بغیر دوہے مت چھوڑو جس نے ایسے جانوروں کو خریدا تو خریدار کو اختیار ہے اگر وہ اس سے خوش ہے تو جانور روک لے اور اگر خوش نہیں ہے تو جانور بائع کو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی دے۔ اس کو امام مسلم اور ابوداود نے روایت کیا۔

مطلب: جانوروں کے تھن میں دودھ زیادہ نظر آئے اور خریدنے والا دوہے تو زیادہ دودھ پائے اور اچھی قیمت دیکر جانور خرید لے۔ اس فائدے کے لئے پہلے جانور بیچنے والے ایسا کرتے تھے اور آج بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس سے منع فرمایا اس لئے کہ اس میں خریدار کو دھوکا دینا ہے۔ اور دھوکا دینا جائز نہیں ارشاد ہے۔ من غش فليس منا۔ جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ آگے حدیث مُصَرَّاۃ میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مشتری کو دودھ دوہنے کے بعد اگر جانور پسند ہے تو جانور روک لے اور اگر پسند نہیں تو جانور واپس کردے اور ایک صاع کھجور بھی دے۔

یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے۔

اولاً: اس لئے کہ جب بیع میں مشتری کی جانب سے خیار شرط نہیں ہے تو جانور لوٹانے کا کیا مطلب؟ بیع تام ہوئی تو اس کو رد کرنے کا اختیار نہیں۔

ثانیا: اس لئے کہ جانور واپس کرنے کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی مشتری بائع کو دے اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ عقل سے ماورا بات معلوم ہوتی ہے۔

اگر مان بھی لیا جائے کہ مشتری نے جو دودھ دوہا اس نے خود استعمال کرلیا تو اس پر دودھ کا ضمان ہونا چاہیئے اور کسی شی کا ضمان مثلی ہوگا یا قیمی یعنی قیمت کے ذریعہ ہوگا۔ لہذا ضمان میں اتنا دودھ یا اس کی قیمت لازم ہونا چاہئے۔ کھجور دینے کا کیا مطلب؟ اور کھجور کو قیمت مان لیا جائے تو ایک صاع کی تعیین کیسی؟ جتنا دودھ دوہا تھا اسی کے مطابق کھجور ہونا چاہیئے نہ یہ کہ ایک صاع مکمل، دودھ چاہے کم ہو یا زیادہ۔ واللہ تعالی اعلم

ثالثاً: خبر واحد کا راوی ایسا مجہول ہو کہ اس کی جانب سے ایک حدیث یا دو حدیث ہی منظر عام پر ہیں۔ جیسے وابصہ بن معبد اور سلمہ بن محبق۔

https://t.me/faizanealahazrat

ایسی خبر واحد کے مقبول اور مقدم علی القیاس ہونے کے لئے تین صورتیں ہیں۔

(۱) اسلاف کرام نے اسے روایت کیا ہو اور اس کی صحت پر شاہد ہوں۔

(۲) حدیث کو قبول ورد کرنے میں اختلاف ہو لیکن ثقات نے اسے نقل کیا ہو۔

(۳) حدیث ملنے کے بعد اسلاف نے راوی یا روایت پر کوئی طعن نہ کیا ہو۔

حاصل یہ کہ ایسی خبر واحد حدیث معروف کی منزل میں ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

(۴) خبر واحد کا راوی مجہول اور اسلاف نے اس کو رد کر دیا ہو تو وہ خبر واحد مستنکر ہوگی۔ اس پر عمل جائز نہ ہوگا جب وہ مخالف قیاس ہو۔ اس کی مثال حدیث فاطمہ بنت قیس ہے جس کا متن حسب ذیل ہے۔

عن الشعبی قال قالت فاطمه بنت قیس طلقنی زوجی ثلاثا علی عهد رسول اللّٰه ﷺ فقال رسول اللّٰه ﷺ لا سکنی لك ولا نفقة۔ یعنی حضرت شعبی سے روایت ہے، کہا کہ فاطمہ بنت قیس نے کہا مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دیدی رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تیرے لئے نہ رہائش کے لئے مکان ہے نہ نفقہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا۔

فذکرته لابراهیم قال قال عمر لا ندع کتاب اللّٰه و سنة نبینا صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بقول امراة لا ندری ا حفظت ام نسیت وقال عمر بمحضر الصحابة فلم ینکره احد۔ یعنی میں نے اس حدیث کو ابراہیم کے سامنے ذکر کیا انھوں نے کہا حضرت عمر نے فرمایا ہم کتاب اللہ اور اپنے نبی ﷺ کی سنت ایک ایسی عورت کی بات پر نہیں چھوڑیں گے جس کے بارے میں نہیں معلوم کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی یہ بات حضرت عمر نے صحابہ کے مجمع میں فرمائی اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ حدیث فاطمہ بنت قیس مستنکر ہے۔

(۵) خبر واحد کا راوی ایسا ہے جس کی حدیث کا اسلاف کے یہاں کچھ پتہ نہیں نہ رد کی حیثیت سے نہ قبول کی حیثیت سے۔

ایسی خبر واحد پر عمل واجب نہیں۔ ہاں اگر مخالف قیاس نہیں ہے تو عمل کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

https://t.me/faizanealahazrat

تعارض بین الحجج کا بیان

حجج شرعیہ میں تعارض ناسخ منسوخ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ہی حاصل ہوتا ہے ورنہ کلام باری میں تعارض کا تصور ہی نہیں۔

تعارض کی صورتیں اور ان کے احکام

(۱) دو آیات مبارکہ کے درمیان تعارض ہو تو سنت رسول پر عمل ہوگا جیسے فاقرء وا ما تیسر من القرآن کا منشایہ ہے کہ مقتدی، امام سب قرات کریں اور واذا قری‌ء القرآن فاستمعوا له و انصتوا۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی خاموش رہیں گے۔ یہاں دونوں آیات شریفہ میں تعارض ہوا۔ اذا تعارضا تساقطا۔ عمل سنت رسول پر ہوگا۔ ارشاد رسول ہے من کان له امام فقراة الامام قراة له۔

(۲) دو سنتوں کے درمیان تعارض ہو تو اقوال صحابہ یا قیاس کی طرف رجوع کیا جائیگا۔ غیر معقول میں اقوال صحابہ کی طرف اور معقول میں قیاس کی طرف۔ جیسے ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلی صلوٰة الکسوف رکعتین کل رکعة برکوع و سجدتین۔ دوسری روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی ہے۔ وہ اس طرح انه علیه السلام صلاھا باربع رکعات و اربع سجدات۔ دونوں روایتوں میں تعارض واضح ہے۔ اس میں بقیہ نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے موافق قیاس عمل ہوگا۔

تنبیہ: جب دو سنتوں میں تعارض ہو جائے پھر اقوال صحابہ میں بھی تعارض ہو جائے نیز دو قیاسوں میں بھی تعارض ہو جائے ایسے موقع پر تقریر اصول کا حکم ہے۔

تقریر اصول: ہر شی کو اس کی اصل پر ثابت رکھنا۔

مثال: گدھوں کے جھوٹے سے متعلق سنتوں میں تعارض ہے اقوال صحابہ اور قیاسات میں بھی تعارض ہے۔

حدیث (۱): روی انه علیه السلام نهی عن لحوم الحمر الاهلیة فی یوم خیبر و امر با لقاء قدور طبخ فیها لحومها۔

https://t.me/faizanealahazrat

ترجمہ: مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے خیبر کے دن اہلی گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور ان دیگچیوں کو پھینک دینے کا حکم دیا جن میں ان کے گوشت پکائے گئے۔

حدیث(۲): روی غالب بن فهر انه قال لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يبق من مالي الا حميرات فقال كل من سمين مالك۔

ترجمہ: غالب بن فہر نے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میرے پاس سوائے گدھوں کے کچھ نہیں ہے حضور نے فرمایا اپنے موٹے مال کھاؤ۔

دونوں حدیثوں میں تعارض واضح ہے پہلی میں کھانے سے منع فرمایا اور دوسری حدیث میں کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔

قول صحابی(۱): روی جابر انه علیه السلام سئل انتوضا بماء هو فضالة الحمر قال نعم۔

ترجمہ: حضرت جابر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہم گدھوں کے جھوٹوں سے وضو کریں فرمایا ہاں۔

قول صحابی(۲): روی انس انه نهى عن الحمر الاهلية وقال انها رجس۔ یعنی حضرت انس نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے اہلی گدھوں سے روکا اور فرمایا یہ گندگی ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا انہا رجس فرمانا اسکے جوٹھے کے نجس ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

قیاس(۱): گدھوں کے جھوٹھوں کو اس کے پسینے کا حکم نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ پسینے کو پاکی کا حکم اس لئے ہے کہ لوگوں کا گدھوں کے پسینے سے بچنا دشوار ہے اور گدھوں کے جھوٹے سے بچنا آسان ہے۔ اسی طرح گدھے کے جوٹھے کو اس کے دودھ کے حکم میں رکھ کر نجس نہیں کہا جا سکتا اگر چہ دونوں گوشت ہی سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ دودھ کو پاک ماننے کی ضرورت نہیں بخلاف جوٹھے کے کہ بہ نسبت دودھ کے جوٹھے کو پاک ماننے کی ضرورت ہے کہ چارہ وغیرہ دیتے وقت جوٹھے سے بچنا

https://t.me/faizanealahazrat

مشکل ہوگا۔اسی طرح کتے کے جوٹھے کے حکم میں بھی رکھ کر اسے نجس نہیں کہا جاسکتا اگر چہ دونوں کے گوشت حرام ہیں اس لئے کہ گدھے میں ضرورت ہے کہ پاک مانا جائے اور کتے میں قطعی ضرورت نہیں ۔اسی طرح گدھے کے جوٹھے کو بلّی کے جوٹھے کے حکم میں رکھ کر بھی پاک نہیں کہا جاسکتا کہ بلّی میں بہ نسبت گدھے کے ضرورت زیادہ ہے۔

فیصلہ: انھیں تعارضات کی بنیاد پر گدھے کا جھوٹا مشکوک قرار دیا گیا۔گدھے کے جھوٹے پانی کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہوتو حکم شرعی یہ ہے کہ وضو بھی کیا جائے اور تیمم بھی کیا جائے۔

مسئلہ: اچھا پانی ہوتے ہوئے گدھوں کے جھوٹے پانی سے وضو جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہوتو بحالت مجبوری اسی پانی سے وضو اور غسل بھی کرلے پھر تیمم بھی کرلے۔بہتر یہی ہے کہ پہلے وضو اور غسل بعد میں تیمم کرے۔اس کا برعکس کیا یعنی پہلے تیمم کیا بعد میں وضو یا غسل جب بھی کوئی حرج نہیں۔اس لئے کہ مُطہر دونوں میں سے ایک ہی ہے جوٹھا پانی یا مٹی۔اب اگر جھوٹا پانی مطہر ہے تو تیمم پہلے کریں یا بعد میں کوئی فرق نہ پڑے گا اسی طرح اگر مطہر مٹی ہے یعنی تیمم تو اسے مقدم کریں یا موخر۔اگر آپ نے تیمم مقدم کیا بعد میں پانی استعمال کیا تو تیمم سے وضو یا غسل ہوگیا۔پانی کا استعمال اسے مضر نہیں کہ پانی کے پاک ہونے میں شک نہیں شک طہورت میں ہے۔واللہ تعالیٰ عالم

مسئلہ: اچھا پانی موجود نہیں صرف گدھے کا جھوٹا پانی ہے تو اگر کسی نے صرف وضو کیا تیمم نہیں کیا یا تیمم کیا وضو نہیں کیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: گدھے کا پسینہ کپڑے میں لگ جائے تو خواہ کتنا زیادہ لگ جائے کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔(بہار شریعت)

نوٹ: دو قیاسوں میں تعارض ہوتو اصل حکم یہ ہے کہ مجتہد اپنی شہادت قلب پر عمل کرے گا یعنی تحری کرے گا جس قِیاس پر اس کا دل جم جائے اس پر عمل کرے گا اور اسی پر فتوی دیدے گا۔گدھے کے جھوٹے والے مسئلہ میں ضرورۃ تقریرا اصول کا حکم دے دیا گیا۔ورنہ اصل حکم تحری ہی ہے۔واللہ تعالی اعلم

https://t.me/faizanealahazrat

باب البیان

کتاب اللہ اور سنت بھی احتمال بیان بھی رکھتے ہیں۔ بیان کی کل پانچ قسمیں ہیں۔
(۱) بیان تقریر (۲) بیان تفسیر (۳) بیان تغییر (۴) بیان تبدیل (۵) بیان ضرورۃ
(۱) بیان تقریر: کلام کو ایسی چیز سے موکد کرنا جو احتمال مجاز یا احتمال خصوص ختم کر دے۔
جیسے ارشاد خداوندی ولا طائر یطیر بجناحیہ میں بجناحیہ۔ قاطع احتمال مجاز ہے۔ فسجد الملآئکۃ کلھم اجمعون۔ میں کلھم اجمعون قاطع احتمال خصوص ہے۔
(۲) بیان تفسیر: یہ وہ بیان ہے جو مجمل کے اجمال اور مشترک کے اشتراک کو ختم کر دے جیسے اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوٰۃ مجمل تھا۔ سنت رسول اس کے لئے بیان تفسیر ہوگئی اور والمطلقات یتربصن با نفسھن ثلٰثہ قروء۔ میں قروء مشترک تھا۔ حدیث رسول طلاق الأمۃ ثنتان وعدتھا حیضتان قاطع اشتراک ثابت ہوئی۔
(۳) بیان تغییر: کلام کو معلق بالشرط کر دینا یا کلام میں استثنا لانا جیسے انت طالق ان دخلت الدار علی الف درھم الاّ مائۃ۔
(۴) بیان تبدیل: لغت میں نسخ کا نام ہے اصطلاح میں کسی حکم کو ثبوت کے بعد ختم کر دینے کا نام بیان تبدیل ہے مثلاً شراب ابتدائے اسلام میں مباح تھی پھر بعد میں حکم اباحت ختم کر دیا گیا۔ ہمارے حق میں تبدیل حکم ہے اور صاحب شرع کے حق میں بیان محض ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھا کہ کب تک یہ مباح رہے گا۔
(۵) بیان ضرورت: ایسا بیان ہے جو اپنے موضوع لہ کے غیر یعنی سکوت پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بیان کے موضوع لہ کا غیر سکوت ہی ہے۔

بیان ضرورت کی کل چار صورتیں ھیں

(۱) ایسا بیان جو بغیر نطق کے حاصل ہو لیکن منطوق کے حکم میں ہو جیسے قرآن مجید میں ہے وورثہ ابواہ فلأمہ الثلث۔ ماں کا حصہ بیان کر دیا گیا اور باپ کے حصہ

https://t.me/faizanealahazrat

کا تذکرہ نہیں ہوا لیکن بیان ضرورت سے وہ بھی معلوم ہو گیا کہ ثلث کے علاوہ باقی سب باپ کا ہے۔

(۲) ایسا بیان جو دلالت حال متکلم سے وجود میں آئے جیسے تقریر رسول یعنی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو کوئی کام کرتے دیکھا اور منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار فرمایا۔ یہ اس کام کے مباح ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) ضرورت دفع غرر: یعنی دھوکا دور کرنے کے واسطے سکوت، بیان کے حکم میں ہوگا جیسے شفیع کا طلب شفعہ سے خاموش رہنا جب کہ گھر کی بیع کا علم بھی ہے۔ یہ سکوت ترک حق شفعہ کا بیان مانا جائے گا تا کہ مشتری غرر یعنی دھوکہ سے محفوظ رہے۔

(۴) طول کلام سے بچنے کے لئے یا کثرت استعمال کی وجہ سے ضرورۃً سکوت کو بیان کے حکم میں مانا جائے گا۔ جیسے علی مائة و درهم میں علی مائة درهم و درهم مراد ہوگا۔ مائة کے بعد درھم کلام کو طول سے بچانے کے لئے چھوڑ دیا گیا یا کثرت استعمال سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہاں لفظ درہم ہی ہے۔ اس لئے اس سے سکوت کیا جاتا ہے ایسا سکوت منطوق کے حکم میں ہوگا۔

ادلہ اربعہ میں کون کس کے لئے ناسخ ہوگا کون نہیں ہوگا

قیاس اور اجماع اصول اربعہ میں کسی کے لئے بھی ناسخ نہ ہوں گے۔ یعنی قیاس اور اجماع کتاب اللہ اور سنت کے لئے ناسخ نہ ہوں گے۔ یوں ہی قیاس قیاس کے لئے بھی ناسخ نہ ہوگا اور اجماع اجماع کے لئے ناسخ نہ ہوگا۔ ہاں کتاب اللہ اور سنت ایک دوسرے کے لئے ناسخ ہو سکتے ہیں۔ یعنی کتاب اللہ سے کتاب اللہ کا نسخ اور سنت سے سنت کا نسخ، یوں ہی کتاب اللہ سے سنت کا نسخ اور سنت سے کتاب اللہ کا نسخ جائز ہے۔ یہ احناف کے نزدیک ہے۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک صرف کتاب اللہ سے کتاب اللہ کا اور سنت سے سنت کا نسخ جائز ہے۔ بقیہ دو صورتیں جائز نہیں۔ یعنی کتاب اللہ سے سنت کا اور سنت سے کتاب کا نسخ جائز نہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

☆صحابہ کی تقلید واجب ہے یا نہیں۔اس سلسلے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ ایسے امور میں تقلید صحابہ واجب ہے جن امور کا ادراک قیاس سے نہیں ہوسکتا۔جیسے حیض کی اقل مدت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اقل الحیض للجاریة البکر والثیب ثلثة ایام و لیالیها واکثره عشرة۔یعنی باکرہ اور ثیبہ کے لئے حیض کی اقل مدت تین دن تین رات ہے اور اکثر مدت دس دن ہے۔

حضرت امام شافعی کے نزدیک تقلید صحابہ جائز نہیں خواہ امر مدرک بالقیاس ہو یا مدرک بالقیاس نہ ہو۔کسی میں بھی صحابہ کی تقلید نہ کی جائے گی۔

☆شرائع سابقہ ہمارے لئے حجت ہیں یا نہیں؟اس سلسلے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے شرائع سابقہ کو بغیر انکار کے بیان فرمایا تو ہمارے یہاں حجت ہیں۔اور اگر بیان ہی نہیں فرمایا،یا بیان تو فرمایا لیکن اس پر عمل کرنے سے منع فرمادیا تو حجت نہیں۔

☆شرائع سابقہ کو اللہ ورسول نے بیان فرمایا اور عمل کرنے سے منع نہیں فرمایا تو اب وہ ہمارے لئے واجب العمل ہیں لیکن شرائع سابقہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ شریعت محمدیہ علی صاحبها الصلوۃ والسلام کی حیثیت سے جیسے قرآن مجید نے یہود کا قصہ بیان فرمایا اور اس پر عمل کرنے سے منع نہیں فرمایا گیا نہ کتاب اللہ میں نہ سنت رسول اللہ میں۔وہ قصہ یہ ہے وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص۔

https://t.me/faizanealahazrat

باب الاجماع

اجماع کا لغوی معنی عزم علی الشی اور اتفاق کے ہے۔

اجماع کی تعریف اصطلاحی: امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ کے تمام صالح مجتہدین کا کسی ایک زمانے میں کسی مسئلہ قولیہ یا فعلیہ پر اتفاق، عندالشرع اجماع کہلاتا ہے۔

حجیت اجماع کے دلائل: اول قرآنی آیات اجماع کی حجیت پر دلیل ہیں۔ارشاد ہے۔

(۱) واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

تفرق سے منع کیا گیا۔ظاہر ہے کہ عدم تفرق اجماع کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔

(۲) فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللّٰہ والرسول ۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کے حضور رجوع کرو۔آپس میں انتشار ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں معاملہ پیش کرو۔انتشار نہ ہو یعنی آپس میں اتفاق ہو تو کتاب اللہ اور سنت سے استغنا ہوگا۔آپس میں اتفاق ہی کا نام اجماع ہے۔گویا قرآن سے اجماع کی اجازت مستفاد ہے اور یہ اس کے حجت ہونے پر دلیل ہے۔

(۳) وَمن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم و سآء ت مصیرا۔ یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

آیت کریمہ میں مومنین کے راستے کے علاوہ کا اتباع جہنم رسید ہونے کا سبب بتایا گیا۔اسی آیت سے یہ ثابت کہ مومنین کے راستے کا اتباع جائز۔اور مومنین کا

https://t.me/faizanealahazrat

راستہ اجماع ہی ہے تو حاصل یہ نکلا کہ مومنین کے راستے کے علاوہ کا اتباع حرام تو مومنین کے راستے کا اتباع واجب۔ اور وہ راستہ اجماع ہے تو اجماع کا اتباع واجب ہوا۔

دوم احادیث مبارکہ بھی اجماع کی حجیت پر دلیل بین ہیں۔

حدیث (۱): عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ان الله لا یجمع امة محمد علی الضلالة و ید الله علی الجماعة ومن یشذ شذ فی النار۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل امت محمدیہ کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا اور جماعت پر اللہ کی مدد اور جو جماعت سے الگ ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔

حدیث (۲): وعنه قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواد اعظم کا اتباع کرو جو سواد اعظم سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث (۳): عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة رواه احمد۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا کنارے اور دور رہنے والی بکریوں کو لے لیتا ہے۔ تم اپنے آپ کو انتشار سے بچاؤ۔ تم پر جماعت اور اجتماعیت لازم ہے۔

حدیث (۴): عن ابی ذر قال قال رسول الله تعالی صلی

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه رواہ احمد و ابو دوود۔ حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہوا تو اس نے اپنے گردن سے اسلام کا پٹا نکال پھینکا اس حدیث کو امام احمد اور ابو دوود نے روایت کیا۔

سوم دلیل عقلی: صالح متقی محققین مجتہدین کا کسی ایک امر پر اتفاق اس امر کی قطعیت پر عقلا اور عادة دلیل ہے۔

اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع عزیمت (۲) اجماع رخصت

اجماع عزیمت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع قولی (۲) اجماع فعلی

اجماع قولی: وہ اجماع کہ امت محمد یہ کے مجتہدین صالحین اپنے زمانے میں کسی حکم شرعی پر اس طرح متفق ہو جائیں کہ زبان سے بھی کہدیں ہم نے اس مسئلہ پر اجماع کیا۔

اجماع فعلی: وہ اجماع ہے کہ امت محمد یہ کے مجتہدین کسی کام کو خود کرنا شروع کر دیں جیسے مضاربت، مزارعت وغیرہ پر اجماع فعلی ہے۔

اجماع رخصت: وہ اجماع ہے کہ زبان سے اجماع کا قول کریں یا بعض اس فعل کو کرنا شروع کر دیں اور بعض نہ کریں لیکن نہ کرنے والے بھی کرنے پر سکوت اختیار کریں یہی اجماع رخصت ہے اسی کو اجماع سکوتی بھی کہا جاتا ہے۔

اجماع سکوتی کے ثابت ہونے کے لئے تین دن کی مدت ہے یا مجلس مباحثہ۔ بعض مجتہدین علماء صالحین نے کسی امر پر اتفاق کیا اور اس کو کرنا شروع کر دیا، بعض نے قدرت علی المباحثہ کے باوجود تین دن تک سکوت اختیار کیا یا مجلس مباحثہ میں خاموش رہے یہ اجماع سکوتی ہو جائے گا احناف کے نزدیک ایسا اجماع معتبر اور مقبول ہے۔

شرائط اجماع

اجماع کی شرط یہ ہے کہ اہل اجماع صاحبان اجتہاد ہوں صلاح وتقوی کے حامل

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

ہوں۔ یہ شرط ان مسائل کے لئے ہے جس میں رائے اور قیاس کی حاجت نہ ہو اُن پر اجماع کے لئے اجتہاد کی شرط نہیں۔ جیسے نقل قرآن اور تعداد رکعات نماز وغیرہ۔

انعقاد اجماع کے لئے صحابہ کرام یا اہل بیت رسول یا اہل مدینہ ہی کے اتفاق کی شرط نہیں بلکہ صحابہ اور اہل بیت رسول، اہل مدینہ کے علاوہ کا بھی اجماع معتبر ہے۔ اسی طرح انعقاد اجماع کے لئے مجتہدین کی کوئی عدد خاص ضروری نہیں زمانے میں اگر دو ہی مجتہد ہیں تو انھیں کے اتفاق سے اجماع منعقد ہو جائیگا۔ اگر زمانے میں کوئی ایک ہی مجتہد ہے تو اس سے اجماع کا انعقاد نہ ہوگا اس لئے کہ یہ معنی اجماع کے منافی ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

انعقاد اجماع میں اہل فسق کی مخالفت مانع نہ ہوگی جیسے افضلیت صدیق کی مخالفت روافض کی جانب سے۔ اس لئے کہ روافض میں بعض تو فسق سے بھی آگے ہیں اور بعض فسق و فجور تک بہر حال ہیں اور فی زمانا تو سب حد کفر تک پہونچے ہوئے ہیں۔

فتاوی عالم گیری میں ہے، ھولآء کلھم خارجون عن ملۃ الاسلام۔

مراتب اجماع

(۱) اعلی واقوی: یہ صحابہ کرام کا وہ اجماع ہے جو بالقول ہو۔ یعنی صحابہ کرام نے کسی امر شرعی پر اپنے اجماع کا قول کیا ہو۔

(۲) اوسط: یہ وہ اجماع صحابہ ہے کہ بعض صحابہ نے اجماع کا قول کیا اور بعض نے سکوت اختیار کیا۔

(۳) ادنی: یہ وہ اجماع ہے، جو صحابہ کے بعد والے حضرات سے ثابت ہو۔

اجماع اقویٰ کا حکم: یہ خبر متواتر کے حکم میں ہے یعنی علم قطعی کا افادہ کرے گا۔ اس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔ جیسے خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع صحابہ۔

https://t.me/faizanealahazrat

اجماع اوسط: یہ بھی دلیل قطعی کا افادہ کرتا ہے لیکن اس کے منکر کی تکفیر نہ کی جائے گی ہاں تفسیق بہر حال ہوگی۔

اجماع ادنی: اس کا حکم خبر مشہور کا ہے یعنی علم ظنی کا افادہ کرے گا۔ اس کے منکر کو فاسق کہا جائیگا۔

بعض مجتہدین عصر کی مخالفت انعقاد اجماع کے لئے مانع ہوگی یا نہیں اس سلسلے میں اصولیین کے مختلف اقوال ہیں۔

قول اول: بعض صالح مجتہدین کی مخالفت سے اجماع منعقد ہوگا بشرطیکہ یہ مخالفت مجلس اجماع ہی میں یا تین دن کے اندر اندر ہو۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔

قول دوم: مطلقا معتبر ہوگا یعنی مخالفت بعض اقلیین سے انعقاد اجماع متاثر نہ ہوگا۔ یہ قول محمد بن جریر طبری، ابوبکر رازی، ابوالحسن خیاط، امام احمد بن حنبل کا ہے۔

قول سوم: اگر مخالفین کی تعداد حد تواتر کو پہونچی ہو تو اجماع منعقد نہ ہوگا یہ اکثر اصولیین کا قول ہے۔

قول چہارم: اگر اکثر مسلمین نے مخالفین کے اجتہاد کو تسلیم کر لیا تو انعقاد اجماع نہ ہوگا۔

قول پنجم: اگر انعقاد اجماع کے وقت بعض مجتہدین نے مخالفت کر دی تو اجماع منعقد نہ ہوگا لیکن اس پر عمل کیا جائے گا یعنی عمل کے لئے حجت ہوگا۔

قول ششم: اکثر مجتہدین جس طرف ہوں اسی کا اتباع اولیٰ ہوگا۔ اس کے خلاف پر عمل جائزہ ہوگا۔

ترجیح اور سبب ترجیح: قول دوم لائق ترجیح اور حق معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ زمانے کے ہر، ہر ایک، ایک مجتہد کا اتفاق کسی مسئلہ پر بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ پھر اکثر کو بھی کل کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ خلافت صدیق اکبر پر اجماع کا قول مسلم ہے حالانکہ چند صحابہ کرام کی مخالفت بھی ثابت ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا "اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار"۔ ظاہر ہے کہ سواد اعظم

https://t.me/faizanealahazrat

کے اتباع کا حکم دیا گیا۔شذوذ بعض کے باوجود سواد اعظم، سواد اعظم رہا اور اتباع کا حکم بھی دیا گیا۔ان شواہد سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اقلیین کی مخالفت سے انعقاد اجماع متاثر نہ ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

اسلامک پبلشر کی نعتیہ مطبوعات

हिन्दी नातेपाक (पाकिट)			اردو نعت پاک (پاکٹ)
निकहते गुल	6	6	نکہت گل
इन्तेखाबे आला हज़रत	6	6	انتخاب اعلیٰ حضرت
बहारे तैबा	6	6	بہار طیبہ
गुले तैबा	6	6	گل طیبہ
गुलशने तैबा	6	6	گلشنِ طیبہ
बारिशे रहमत	6	6	بارش رحمت
तलअ़ते करबला	6	6	طلعت کربلا
स्वीट मदीना	6	6	سویٹ مدینہ
यादगारे बदर	6	6	یادگار بدر
नबी नबी	8	8	نبی نبی
इश्क के रंग	8	8	عشق کے رنگ
सौग़ाते मदीना	8	8	سوغات مدینہ
हदाइके बख़्शिश	20	20	حدائق بخشش
राहे बख़्शिश	20	20	راہ بخشش
सामाने बख़्शिश	20	20	سامان بخشش

https://t.me/faizanealahazrat

باب القیاس

قیاس کا لغوی معنی تقدیر اور اندازہ کرنے کے ہیں۔
اصطلاح میں قیاس، حکم وعلت میں فرع کا اصل کے ساتھ الحاق کا نام قیاس ہے۔
دوسری تعریف: حکم شرعی کو علت مشترکہ کی بنیاد پر اصل سے فرع کی طرف لے جانے کا نام قیاس ہے۔
تیسری تعریف: کسی مسئلہ کے لئے حسب سابق وجود علت کی بنیاد پر حکم شرعی کے اظہار کا نام قیاس ہے۔
قیاس کا حکم: قطعی طور پر واجب العمل اور مفید ظن ہوگا یعنی قیاس دلیل ظنی ہوگا۔
قیاس کی حجیت پر دلائل: قرآن مجید میں ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔
اعتبار، شئی کو اس کی نظیر کی طرف پھیرنے کو کہتے ہیں۔ گویا آیت کریمہ میں صراحۃً اہل بصیرت سے قیاس کرنے کا مطالبہ ہے۔ اس لئے کہ قیاس اصطلاحی میں یہی ہوتا ہے کہ مسئلہ دائرہ کی قرآن وحدیث میں پہلے نظیر تلاش کی جاتی ہے پھر اس میں علت حکم کا تعین کرتے ہیں۔ اس کے بعد اگر وہی علت مسئلہ دائرہ میں بھی پائی گئی تو اصل کا حکم یہاں بھی ظاہر کر دیا جاتا ہے۔
حدیث میں ہے صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صراحۃً قیاس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حدیث کا متن حسب ذیل ہے۔ روی ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حین بعث معاذا الی الیمن قال لہ بما تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال فان لم تجد قال اجتہد برائی قال الحمدللہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جس وقت حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا۔ فرمایا اے معاذ تم فیصلہ کیسے کرو گے عرض کیا کتاب اللہ سے فرمایا اگر تم

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سے فرمایا اگر سنت میں بھی نہ پاؤ تو فرمایا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ فرمایا حمد ہے اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول کی رضا کے مطابق رسول کے قاصد کو توفیق سے نوازا۔

قیاس کی شرطیں: دو شرطیں عدمی ہیں، اور دو وجودی، کل چار شرطیں ہیں۔

شرط اول: اصل یعنی مقیس علیہ کسی دوسری نص کے ذریعہ اپنے حکم کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔ جیسے حضرت خزیمہ کا باب شہادت میں تنہا کافی ہونا یہ انھیں کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ وہ نص جس کی بنیاد پر یہ حکم انھیں کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے۔ من شهد له خزيمة فهو حسبه۔ خزیمہ جس کے لئے گواہی دیدیں وہ کافی ہیں۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ کی پوری تفصیل حسب ذیل ہے۔ ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اشتری ناقة من اعرابی اوفاه الثمن فانكر الاعرابی استیفائهٔ وقال هلم شهیدا فقال من یشهد لی ولم یحضرنی احد فقال خزیمة انا اشهد یا رسول الله انك اوفیت الاعرابی ثمن الناقة فقال کیف تشهد لی ولم تحضر نی فقال یا رسول الله انك نصدقك فیما تاتینا به من خبر السماء افلا نصدقك فیما تخبر به من اداء الثمن فقال من شهد له خزیمة فهو حسبه۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے ایک اونٹنی خریدا۔ قیمت پوری عطا فرمادیا۔ دیہاتی نے حصول ثمن کا انکار کیا اور کہا گواہ پیش کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے کون گواہی دیگا اس حال میں کہ میرے پاس کوئی حاضر بھی نہیں تھا تو خزیمہ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں یا رسول اللہ کہ آپ نے اعرابی کو اونٹنی کی قیمت عطا فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کیسے میرے لئے گواہی دے رہے ہو جبکہ میرے پاس تم حاضر نہیں تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ آسمان کی خبر جو بھی ہمارے پاس لائے اس میں ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو ہم آپ کی ادائے

https://t.me/faizanealahazrat

قیمت کی خبر میں آپ کی تصدیق کیوں نہ کریں؟ تو حضور نے فرمایا خزیمہ جس کے لئے گواہی دیں کافی ہیں۔

شرط دوم: اصل یعنی مقیس علیہ خلاف قیاس نہ ثابت ہو۔ اس لئے کہ خلاف قیاس پر قیاس صحیح نہیں جیسے بھول کر کھانے پینے سے روزے کا نہ ٹوٹنا خلاف قیاس شرع سے ثابت ہے گویا اب اس پر خاطی مکرہ کے روزے اور کھانے پینے کا قیاس نہیں کیا جائیگا۔

شرط سوم: جو حکم شرعی فرع کے لئے دینا ہے وہ بعینہ کسی نص شرعی سے ثابت ہو۔ اور فرع کے لئے کوئی نص نہ ہو۔ اور فرع مقیس علیہ کی نظیر بھی ہو۔

شرط چہارم: نص مقیس علیہ کا حکم بعد تعلیل حسب سابق باقی ہو۔

ارکان قیاس کل چار ہیں

(۱) اصل یعنی مقیس علیہ (۲) فرع یعنی مقیس (۳) علت یعنی معنی جامع (۴) حکم

ارکان قیاس میں سب سے بنیادی چیز اور سب سے اہم علت ہے جس کی بنیاد پر مقیس علیہ کا حکم مقیس تک پہونچتا ہے۔ علت ہی کو معنی جامع اور وصف جامع بھی کہا جاتا ہے۔ یہی وصف جامع کبھی لازم ہوتا ہے اور کبھی عارض ہوتا ہے اور کبھی وصف جلی ہوتا ہے اور کبھی وصف خفی ہوتا ہے۔

وصف لازم: وہ وصف ہے جو موصوف سے کبھی جدا نہ ہو جیسے ثمنیت سونے چاندی کے لئے۔

وصف عارض: وہ وصف جو اصل سے کبھی جدا ہو جائے، جیسے انسان کے لئے تکلم۔

وصف جلی: وہ وصف ہے جس کو ہر شخص سمجھ لے جیسے بلّی کے جھوٹے کی طہارت کے لئے علت طواف ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں ہے۔ انها من الطوافين والطوافات عليكم۔

وصف خفی: وہ وصف ہے جس کو بعض لوگ سمجھ لیں اور بعض نہ سمجھ سکیں جیسے حرمت ربو کی علت، قدر و جنس، امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک مطعومات میں طعم اور اثمان میں ثمنیت۔ امام مالک کے نزدیک اقتیات و ادخار ہے۔

https://t.me/faizanealahazrat

صحت علت جامعہ کی بنیادی شرطیں۔☆اوّل ملائمت ☆ دوم تاثیر

ملائمت کا مطلب یہ ہے کہ جس علت کی بنیاد پر مقیس علیہ کا حکم مقیس تک پہونچتا ہے اس علت کو حکم کے مناسب ہونا ضروری ہے۔مثلاً زوجین کے درمیان حکم فرقت کے لئے اسلام احد الزوجین کو علت قرار دیا جائے تو ملائمت نہ ہوگی اس لئے کہ اسلام فرقت کی علت بنے یہ قطعی مناسب نہیں ہاں زوجین میں کسی کے انکار اسلام کو فرقت کی علت بنانا مناسب ہے۔

تاثیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ علت جامعہ عند الشارع مقبول بھی ہو اسی وقت وہ حکم کو مقیس تک پہنچانے میں موثر ہوگی ورنہ نہیں۔مثلا عدم نجاسۃ سورھرہ کے لئے علت، طواف کو قرار دیا گیا اور یہ علت عند الشارع مقبول بھی ہے اس لئے کہ خود شارع نے فرمایا۔انها من الطوافين والطوافات عليكم۔

تاثیر علت جامعہ کی کل چار صورتیں ہیں۔

اول: عین علت عین حکم ہی میں موجود ہو جیسے طواف عدم نجاست سورھرہ میں۔

ثانی: عین علت کا اثر جنس حکم میں نمایاں ہو۔جیسے صغر علت ہے باب ولایت مال میں اور ولایت مال حکم نکاح کے لئے جنس ہے۔

ثالث: جنس علت کا اثر عین حکم میں ظاہر ہو جیسے جنون اسقاط صلوۃ کی علت ہے یہ نص سے ثابت ہے اور جنون جنس ہے اغما کے لئے تو اغما بھی اسقاط صلوۃ کے لئے موثر ہوا۔

رابع: جنس علت کا اثر جنس حکم میں نمایاں ہو جیسے مشقت سفر نماز میں قصر کی علت تو مشقت حیض کے لئے جنس ہے کہ حیض میں بھی مشقت ہے۔اور سقوط رکعتین سقوط صلوۃ کی جنس ہے تو حیض کو سقوط صلوۃ کی علت قرار دیا گیا۔

نوٹ: یہاں گفتگو یہ ہے کہ تاثیر علت کی کیا کیا صورتیں ہیں۔اثبات احکام کی گفتگو نہیں ورنہ تو حائضہ سے نماز کا معاف ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے علت کی ضرورت ہی نہیں۔واللہ تعالی اعلم۔

https://t.me/faizanealahazrat

قیاس کی دو قسمیں ہیں: (۱) قیاس جلی (۲) قیاس خفی

قیاس جلی: وہ قیاس ہے جس کا ادراک ظاہر امر سے ہو۔

قیاس خفی: وہ قیاس ہے جس کا ادراک معرض خفا میں ہو۔ اور قیاس جلی کے معارض ہو۔

قیاس خفی جب قوی الاثر ہو تو اس کا دوسرا نام استحسان ہے۔ اصولیین یا فقہا جب بھی استحسان بولتے ہیں تو یہی قیاس خفی ہی مراد لیتے ہیں۔ بلکہ اکثر و بیشتر قیاس خفی قوی الاثر کی جگہ استحسان ہی بولتے ہیں۔

کبھی قیاس جلی کو قیاس خفی پر اور کبھی قیاس خفی کو قیاس جلی پر مقدم کیا جاتا ہے۔ اعتبار باب تقدیم میں قوت اثر اور صحت اثر کا ہے۔ تقدیم میں ظہور اثر کا اعتبار نہیں۔

تقدیم القیاس الجلی علی الاستحسان کی مثال: حالت نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت سے مصلی پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ اب اگر مصلی نے رکوع میں ہی سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو وجوب سجدہ ادا ہو گیا۔ یہ قیاس جلی کا مقتضی ہے اس لئے کہ رکوع اور سجدہ خضوع میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں لہذا رکوع ہی سے سجدہ کی ادائیگی ہو جانا چاہیئے کہ دونوں کا مقصود قریب ایک ہی ہے اور وہ خضوع ہے۔

قیاس خفی: یعنی استحسان اس بات کا مقتضی ہے کہ رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی نہ ہو اس لئے کہ رکوع خضوع میں سجدہ سے ادنی درجہ رکھتا ہے اور سجدہ خضوع میں اعلی ہے جب حکم اعلی کا ہے تو ادنی کے ذریعہ کیسے ادا ہوگا۔

یہاں مسئلہ دائرہ میں احناف نے قیاس جلی کو استحسان پر ترجیح دی اور قیاس جلی پر بھی عمل کی اجازت دی یہاں استحسان میں ظہور اثر تو ہے قوت اثر نہیں اس لئے کہ سجدۂ تلاوت عبادت مقصودہ نہیں۔ سجدۂ تلاوت سے مقصود فقط تواضع ہے اور تواضع کا کام رکوع سے بھی ہو جاتا ہے۔ اس نہج سے غور کیا جائے تو قوت اثر یہاں قیاس جلی ہی میں ہے۔ لہذا سجدۂ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائیگا۔ واللہ تعالی اعلم

https://t.me/faizanealahazrat

تقدیم الاستحسان علی القیاس الجلی کی مثال: بیع سلم کا جواز قیاس جلی سے اس بات کا مقتضی ہے کہ بیع سلم جائز نہ ہو اس لئے کہ بیع سلم میں معدوم کی بیع ہوتی ہے اور بیع معدوم جائز نہیں ہے۔ لیکن حدیث میں اس کے جواز کی صراحت ہے۔ ارشاد ہے۔

من اسلم منکم فلیسلم فی کیل معلوم و وزن معلوم الی اجل معلوم -

استحسان بالاثر قیاس جلی کے معارض ہوا اس لئے قیاس جلی کو چھوڑ دیا گیا۔ یہ استحسان بالاثر کی مثال ہے۔

فائدہ: استحسان کبھی اثر کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسا کی ابھی مثال گذری اور کبھی استحسان اجماع امت کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسے بیع استصناع کا جواز: اور کبھی استحسان ضرورت شرعیہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جیسے برتنوں کی پاکی کا حکم۔ اور کبھی استحسان قیاس خفی قوی الاثر کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جیسے سباع طیور کے جھوٹے کا پاک ہونا۔

استحسان: اصطلاح شرع میں اس دلیل کا نام ہے جو قیاس جلی کے معارض ہو یعنی قیاس جلی جس چیز کو چاہے تو یہ اس کے خلاف کو چاہے۔

بیع استصناع: یہ ہے کہ کسی کو کسی سامان کی صفت، مقدار، بتا کر تیار کرنے کو کہے اور اس کو تیار ہونے سے پہلے ہی خرید لے۔ یہ درحقیقت بیع معدوم ہے لیکن تعامل ناس کی بنیاد پر اس کا جواز مجمع علیہ ہو گیا۔ اسی کو استحسان بالاجماع کی مثال قرار دیا گیا۔

ضرورت شرعیہ: وہ امر ہے جس کے بغیر انسانی زندگی حد درجہ دشواری میں مبتلا ہو جائے۔ برتنوں کی پاکی دھونے ہی سے ہو جائیگی کہ برتنوں کا نچوڑنا ممکن نہیں اگر نچوڑ کر پاک کرنے کا حکم ہو تو انسانی زندگی دشواریوں میں مبتلا ہو جائیگی۔

قیاس خفی قوی الاثر کی مثال یہ دی کہ سباع طیور کے جھوٹے پاک ہیں۔ قیاس جلی تو یہ چاہتا ہے کہ ناپاک ہوں اس لئے کہ ان کے گوشت حرام ہیں اور ناپاک بھی ہیں اور جھوٹا، گوشت ہی سے متعلق ہے۔ احناف نے قیاس خفی قوی الاثر کی بنیاد پر قیاس کو چھوڑ دیا اور ان کے جھوٹوں کو پاک ہونے کا حکم دیا۔ یہاں قیاس خفی قوی الاثر یہ ہے کہ یہ پرندے کھانے پینے میں اپنے چونچ ہی استعمال کرتے ہیں۔ اور چونچ ہڈی ہوتا ہے اور

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

ہڈی پاک ہوتی ہے لہذا ملاقات طاہر بالطاہر سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم
وہ حکم جو قیاس خفی قوی الاثر سے ثابت ہو اس کو علت جامعہ کی بنیاد پر کسی غیر میں بھی لے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر استحسان بالاثر یا استحسان بالاجماع یا استحسان بالضرورۃ سے کوئی حکم ثابت ہے تو اس کو کسی غیر میں ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ یہ حکم بغیر علت کے ثابت ہوتا ہے تو کس چیز کو بنیاد بنا کر حکم کی تعدی ہوگی۔ لہذا بیع سلم یا استصناع وغیرہ پر قیاس جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

سوال: عدم حکم عدم علت پر موقوف ہے یا نہیں؟

جواب: اس سلسلے میں علماء اصول فقہ کا اختلاف ہے۔

(۱) شیخ ابوالحسن کرخی اور ابوبکر رازی امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مسلک ہے کہ عدم حکم عدم علت پر موقوف نہیں اس لئے کہ کبھی وجود علت کے باوجود عدم حکم ہوتا ہے۔ یہ حضرات اسی کو تخصیص علت بھی کہتے ہیں۔

تخصیص علت: بعض مواقع میں کسی مانع کی بنیاد پر باوجود علت حکم کا ثابت نہ ہونا، اسی لئے علت شرعیہ کبھی پائی جاتی ہے اور حکم نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ علت شرعیہ موجب حکم نہیں بلکہ حکم کے لئے علامت ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ علت شرعیہ کہیں صرف علامت ہو اور علامت کے بارے میں طے ہے کہ کبھی علامت پائی جاتی ہے اور حکم نہیں پایا جاتا۔ جیسے داڑھی مسلمان کے لئے۔

(۲) اکثر مشائخ احناف کا مسلک یہ ہے کہ عدم حکم عدم علت ہی پر موقوف ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ علت موجود ہو اور حکم نہ پایا جائے۔ جب جب علت پائی جائے گی حکم بھی پایا جائے گا۔ حاصل یہ کہ عدم حکم عدم علت ہی کی بنیاد پر ہوگا۔

شبہ: قیاس جلی میں علت صراحۃ موجود ہوتی ہے اور حکم اس کے مطابق ثابت نہیں ہوتا بلکہ استحسان کی بنیاد پر کوئی دوسرا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اس سے سمجھ میں یہی آتا ہے کہ وجود علت وجود حکم کے لئے ضروری نہیں۔ حاصل یہ کہ استحسان علت کے حکم کو روک دیتا ہے۔ تو استحسان حکم علت کو روکنے میں موثر ہوا نہ کہ منع علت میں۔

https://t.me/faizanealahazrat

ازالہ شبہ: استحسان کل چار طرح کا ہوتا ہے
(۱) استحسان بالاثر (۲) استحسان بالاجماع
(۳) استحسان بالضرورۃ (۴) استحسان بالقیاس الجلی الخفی الاثر۔

استحسان کی اقسام اربعہ میں سے کسی کے بھی مقابل میں جب قیاس جلی ہو تو وہ کالعدم ہوتا ہے اور جب قیاس جلی کالعدم ہوا تو اس کی علت بھی کالعدم ہوئی تو ثابت کہ عدم حکم عدم علت کی بنیاد پر ہے۔ اور یہ بھی ثابت کہ استحسان عدم علت میں موئثر ہوتا ہے اور عدم علت کے واسطے سے عدم حکم میں بھی۔ لہذا استحسان کو تخصیص علت کے لئے ماننا صحیح نہیں۔

عدم علت کی بنیاد پر موانع حکم کل پانچ ہیں۔
(۱) مانع انعقاد علت جیسے آزاد کی بیع
(۲) مانع تمامیت علت جیسے غیر کے سامان کی بیع مالک کی اجازت کے بغیر
(۳) مانع ابتدائے حکم جیسے بیع میں خیار شرط
(۴) مانع تمامیت حکم جیسے بیع میں خیار رویت
(۵) مانع لزوم حکم جیسے بیع میں خیار عیب

علت کی دو قسمیں ہیں: (۱) علت طردیہ (۲) علت موئثرہ

علت طردیہ: وہ علت ہے جسمیں صرف وجود کے اعتبار سے دوران حکم کا اعتبار کیا گیا ہو یا وجود وعدم دونوں کے اعتبار سے دوران حکم کا لحاظ کیا گیا ہو صرف وجود میں دوران حکم کا مطلب یہ ہوگا کہ علت پائی جائے گی تو حکم پایا جائیگا قطع نظر اس سے کہ وہ علت شارع کے نزدیک یا جمہور مجتہدین کے نزدیک مقبول ہے یا نہیں، حکم کو مقیس تک پہنچانے میں موئثر ہے یا نہیں۔

وجود وعدم دونوں میں دوران حکم کا مطلب یہ ہے کہ علت پائی جائیگی تو حکم پایا جائے گا علت نہیں پائی جائیگی تو حکم نہیں پایا جائیگا۔ یہاں بھی قطع نظر اس سے کہ وہ علت شارع یا جمہور کے نزدیک مقبول ہے یا نہیں اور حکم کو مقیس تک پہنچانے میں موئثر ہے یا نہیں۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

احناف علل طردیہ سے احتجاج کو صحیح نہیں مانتے۔اور شوافع علل طردیہ سے حجت کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

احناف کی جانب سے علل طردیہ کا دفع چار طریقے سے ہوتا ہے۔

طریقہ اولی: قول بموجب العلۃ، معلل نے جس چیز کو علت قرار دیا اسی کو تسلیم کر لیا جائے جیسے ماہ رمضان کے روزے کے لئے نیت کی تعیین ضروری ہے۔شوافع کہتے ہیں کہ فرضیت تعیین نیت کے لئے علت ہے جہاں جہاں فرضیت ہوگی وہاں وہاں تعیین نیت لازم ہوگی مثلاً روزۂ رمضان، نماز پنج وقتہ وغیرہ۔احناف نے بھی اس کو تسلیم کیا بس یہ کہ نیت روزہ ضروری ہے رمضان کی تعیین ضروری نہیں اس لئے کہ وہ تو خود شارع کی جانب سے متعین ہی ہے۔ماہ رمضان میں کوئی دوسرا روزہ ہوگا ہی نہیں جیسا کہ حدیث میں بھی ہے، اذاانسلخ شعبان فلا صوم الا عن رمضان۔یعنی جب شعبان کا مہینہ گذر جائے تو صرف رمضان ہی کا روزہ ہے۔

نوٹ: اہل مناظرہ نے اس طریقہ دفع کو لایعبا بہ قرار دیا ہے اس لئے کہ اسمیں مخالف ہی کی بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے یہ درحقیقت علت طردیہ کا دفع ہی نہ ہوا۔

طریقہ ثانیہ: ممانعت، معلل کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض مقدمات کو تسلیم نہ کرنے کا نام ممانعت ہے۔

ممانعت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ممانعت فی نفس الوصف: یہ ہے کہ سائل کہدے کہ تم جس چیز کو علت قرار دے رہے ہو میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔وہ علت نہیں بلکہ علت دوسری چیز ہے جیسے کفارہ افطار کی علت جماع کو قرار دیا گیا تو سائل کہدے کہ میں جماع کو علت تسلیم نہیں کرتا بلکہ علت افطار عمدی ہے اس لئے قصداً کھانے پینے سے بھی کفارہ واجب ہے صرف جماع ہی میں کفارہ واجب نہیں جیسا کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک صرف جماع ہی سے کفارہ واجب ہوگا یہ صحیح نہیں۔

(۲) ممانعت فی صلاحیت الوصف للحکم: یعنی سائل حکم کے لئے علت کی صلاحیت کا

https://t.me/faizanealahazrat

انکار کردے۔ کہ جس چیز کو مستدل نے علت قرار دیا ہے اس میں علت حکم بننے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ جیسے حضرت امام شافعی نے باکرہ پر ولایت ثابت کیا اور وصف بکارت کو علت قرار دیا یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اگر بکارت ہی کو اثبات ولایت کی علت قرار دیا جائے تو صغیرہ پر اثبات ولایت نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ وصف بکارت سے صغیرہ خالی ہے حالانکہ صغیرہ پر بالاتفاق ولایت ثابت ہے۔

(۳) ممانعت فی نفس الحکم: جس چیز کو مستدل نے حکم قرار دیا سائل اس کے حکم ہونے ہی کا انکار کردے۔ یعنی وہ حکم ہی نہیں بلکہ حکم کوئی دوسری چیز ہے۔ جیسے رکن وضو ہونے کو تثلیث کی علت قرار دیں اور تثلیث کو حکم۔ پھر چہرے کے غسل پر قیاس کر کے مسح راس میں بھی حکم تثلیث ثابت کریں۔ سائل تثلیث کے حکم ہونے کا انکار کردے اور کہے وضو میں سنت اکمال ہے نہ کہ تثلیث۔ مسح راس میں اکمال استیعاب راس میں ہے تثلیث میں نہیں۔

(۴) ممانعت فی نسبۃ الحکم الی الوصف: مستدل نے حکم کو جس علت کی طرف منسوب کیا سائل اس نسبت کا انکار کردے کہ یہ حکم فلاں علت کی طرف منسوب ہے ہم کو تسلیم نہیں جیسے شوافع نے وضو میں حکم تثلیث غسل کو رکنیت کی طرف منسوب کیا۔ یوں کہا کہ مسح رأس وضو میں رکن ہے جس طرح غسل وجہ رکن ہے تو جب غسل وجہ میں تثلیث کا حکم ثابت تو مسح راس میں بھی رکن ہونے کی وجہ سے تثلیث کا حکم ثابت ہوگا۔ سائل اس طرز استدلال کا انکار کردے اور کہے کہ اگر رکنیت ہی تثلیث کے لئے علت ہے تو نماز میں قیام، قرات، سجدہ وغیرہ بھی رکن ہیں تو یہاں حکم تثلیث کیوں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طریقہ ثالثہ: فساد وضع، ایسی چیز کو وصف قرار دینا کہ وہ حکم کے مناقض ہو جیسے حضرات شوافع نے اسلام احد الزوجین کو فرقت کی علت قرار دیا۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کافر میاں، بیوی میں سے ایک نے اسلام قبول کرلیا اور دوسرا کافر ہی رہا اس مقام پر دونوں کے درمیان فرقت کا حکم ہوگا اور علت اسلام احد الزوجین ہوگی۔

https://t.me/faizanealahazrat

احناف کے یہاں حکم فرقت کی علت اسلام کو قرار دینے میں فساد وضع ہے یعنی یہ اسلام کی وضع کے خلاف ہے۔ اسلام تو محافظ حقوق ہوتا ہے نہ کہ رافع حقوق اسی لئے ایسی صورت حال میں احناف نے کہا۔ اگر کافر میاں بیوی میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائے اب اگر خدانخواستہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو انکار از قبول اسلام کو حکم فرقت کی علت قرار دیا جائیگا۔ یہی تعلیل عقل کے موافق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طریقہ رابعہ: مناقضہ، مستدل نے جس وصف کو علت قرار دیا اس کے پائے جانے کے باوجود حکم ثابت نہ ہو سکے اسی کو علم مناظرہ میں نقض کہا جاتا ہے جیسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ وضو اور تیمم دونوں طہارت ہیں جب تیمم میں نیت فرض تو وضو میں بھی نیت فرض ہونی چاہیئے۔ حضرت امام شافعی کا یہ قیاس غسل ثوب اور غسل بدن سے فاسد ہو جاتا ہے اس لئے کہ اگر طہارت ہی کو فرضیت نیت کی علت قرار دیں تو غسل ثوب اور غسل بدن بھی طہارت ہیں یہاں بھی نیت فرض ہونی چاہیئے۔ حالانکہ خود امام شافعی کے نزدیک بھی ان دونوں طہارتوں میں نیت فرض نہیں۔

علل موثرہ پر دفعات اربعہ میں سے صرف قول بموجب العلۃ اور ممانعت ہی وارد ہو سکتی ہیں۔ مناقضہ اور فساد وضع وارد ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے کہ کتاب اللہ اور سنت واجماع سے جو علتیں ثابت ہونگی وہ انھیں اصول ثلثہ کے حکم میں ہوں گی۔ جس طرح اصول ثلثہ مناقضہ اور فساد وضع کا احتمال نہیں رکھتے اسی طرح ان سے ماخوذ علل بھی مناقضہ اور فساد وضع کا احتمال نہیں رکھیں گی۔ حق بات تو یہ ہے کہ ظہور تاثیر علت سے پہلے تمام دفعات علل مؤثرہ پر بھی وارد ہو سکتی ہیں۔ پھر مستدل تاثیر علت ثابت کر کے سب کو دفع کر دے گا۔ تو جب جملہ دفعات علل موثرہ پر بھی وارد ہو سکتی ہیں تو ان کے دفع کا بھی طریقہ ہوگا۔ ان میں سے بعض یہاں ذکر کیئے جاتے ہیں۔

https://t.me/faizanealahazrat

علل موثرہ پر وارد مناقضہ اور اس کے دفع کرنے کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

(۱) وصف کے ذریعہ (۲) معنی ثابت بالوصف کے ذریعہ

(۳) حکم کے ذریعہ (۴) غرض کے ذریعہ

مثال اول: احناف کا مسلک ہے کہ خارج من غیر السبیلین اگر نجاست ہے تو پیشاب کی طرح وہ حدث بھی ہوگی یعنی ناقض وضو ہوگی۔ اس پر شوافع کی جانب سے مناقضہ یہ ہے کہ غیر سبیلین سے غیر سائلہ نجاست خارج ہو تو نجاست کا خروج من غیر السبیلین تو پالیا گیا تو حدث بھی پالیا جانا چاہیئے حالانکہ احناف اسے حدث نہیں مانتے۔

دفع مناقضہ: مناقضہ مذکورہ کو احناف وصف کے ذریعہ دفع کرتے ہیں یعنی ہم اس مقام پر وصف کا ثبوت ہی نہیں مانتے اور وصف ہے خروج اور یہاں خروج نہیں پایا گیا بلکہ بدو یعنی ظہور پایا گیا۔ لہذا نجاست خارجہ من غیر السبیلین ہی نہیں پائی گئی۔ تو عدم حکم عدم علت کی بنیاد پر ہے۔

مثال ثانی: مثال مذکور ہی دوسرے طریقہ دفع کی بھی مثال بن سکتی ہے وہ یوں کہ احناف نے خروج نجاست من غیر السبیلین کو حدث کی علت قرار دیا۔ تو اس سے ہر خروج مراد نہیں بلکہ ایسی جگہ کی طرف خروج ہو جس کی وضو یا غسل میں تطہیر واجب ہو۔ عدم سیلان کی صورت میں خروج مذکور نہیں پایا جائیگا تو وہ علت بننے کی صلاحیت بھی نہیں رکھے گا۔

مثال ثالث: شوافع کی جانب سے ایک مناقضہ یہ ہے کہ نجاست سائلہ من غیر السبیلین احناف کے یہاں حدث ہے تو معذورین کے حق میں جب تک نماز کا وقت باقی رہتا ہے کیوں حدث نہیں بنتی۔ اس کو احناف نے حکم کے ذریعہ دفع کیا کہ ہم حدث کا انکار نہیں کرتے بس تاخیر حکم کا قول کرتے ہیں یعنی خروج وقت کے بعد وہ حدث اپنا کام کرنے لگے گا۔

مثال رابع: مناقضہ مذکورہ ہی کو احناف غرض کے ذریعہ دفع کرتے ہیں کہ احناف کا مقصد حدث بیان کرنا نہیں ہے بلکہ پیشاب اور خون میں تسویہ یعنی برابری

https://t.me/faizanealahazrat

بیان کرنا ہے۔زخم سے لگاتار خون بہتا رہتا ہے تو سلس البول کے مریض کی طرح ہے۔وقت نماز جب تک باقی ہے معاف ہے۔

علل موثرہ پر معارضہ بھی وارد ہو سکتا ہے اس لئے معارضہ کی قدرے تفصیل ضروری ہے۔

معارضہ:معلل کے دعوی کی نقیض پر دلیل پیش کرنے کا نام معارضہ ہے۔

معارضہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) معارضہ فیہ المناقضہ (۲) معارضہ خالصہ

معارضہ فیہ المناقضۃ: معلل کے دعوی کی نقیض پر جو دلیل پیش کی گئی وہ اپنی دلیل نہ بن سکی بلکہ معلل ہی کی دلیل بن گئی۔اسی کو معارضہ فیہ المناقضہ کہتے ہیں۔اور قلب بھی کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول: علت کو حکم بنا دینا اور حکم کو علت بنا دینا جیسے حضرات شوافع نے مسلمانوں پر قیاس کرتے ہوئے کافرہ باکرہ زانیہ کے سو کوڑے مارے جانے کو کافرہ ثیبہ زانیہ کی سنگساری کے لئے علت قرار دیا۔احناف نے اس کو الٹ دیا اور یوں کہا کہ شوافع نے مسلمانوں پر قیاس کیا اور مسلمانوں میں ایسا ہے مسلمان ثیبہ زانیہ کی سنگساری مسلمان باکرہ زانیہ کے سو کوڑے مارے جانے کے لئے علت ہے۔شوافع نے جس کو علت کہا اس کو احناف نے حکم کر دیا اور شوافع نے جس کو حکم کہا اس کو احناف نے علت کر دیا۔

قیاس مذکور میں احتمال انقلاب پایا گیا اس لئے یہ باطل ہے۔

قسم دوم: معللنے جس وصف کو علت قرار دیا سائل اسی وصف کو معلل کے خلاف شاہد بنا دے۔جیسے روزہ ماہ رمضان سے متعلق معلل نے کہا کہ صوم رمضان فرض ہے اور فرض بغیر تعین نیت کے ادا نہ ہوگا۔تو معلل نے فرضیت کو تعیین کی علت قرار دیا۔سائل نے معارضہ بالقلب کر دیا کہ فرضیت تو علت ہے عدم تعیین کی لہذا جب روزہ رمضان فرض ہے تو تعیین نیت سے بے نیاز ہے۔اس لئے کہ شارع کی جانب

https://t.me/faizanealahazrat

سے خود ہی تعیین ہو چکی ہے۔ارشاد ہے فاذا انسلخ شعبان فلاصوم الا عن رمضان ۔صوم رمضان کے لئے شارع کی جانب سے تعیین ہو چکی ہے اس لئے بندوں کی جانب سے تعیین کی ضرورت نہ رہی اور صوم قضا میں شارع کی جانب سے تعیین نہیں اس لئے یہاں بندوں کی جانب سے تعیین کی حاجت ہے۔

حاصل یہ کہ تعیین من جانب الشارع یا تعیین من جانب العباد کے بعد فرضیت تعیین کی علت نہیں بلکہ عدم تعیین کی علت ہے۔

تو جس چیز کو شوافع نے اپنے لئے شاہد بنایا تھا احناف نے اسی کو ان کے خلاف شاہد بنا دیا۔

معارضہ خالصہ: وہ معارضہ ہے جو معنی مناقضہ سے خالی ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صحیح (۲) فاسد

صحیح: وہ معارضہ خالصہ ہے جو حکم فرع میں ہو۔اس کی تصویر یہ ہے کہ معترض معلل سے کہے کہ فرع میں جو حکم تم نے ثابت کیا ہے اس کے خلاف میرے پاس دلیل ہے جیسے امام شافعی کا یہ کہنا کہ جس طرح غسل وضو میں رکن ہے اس کی تثلیث سنت ہے اسی طرح مسح بھی وضو میں رکن ہے تو اس کی تثلیث بھی سنت ہونی چاہیئے۔تو اس پر معارضہ اس طرح وارد کیا گیا۔کہ مسح خف بھی مسح ہے اس میں تثلیث سنت نہیں تو مسح راس بھی مسح ہے اس میں بھی تثلیث کو سنت نہیں ہونا چاہیئے۔

فاسد: وہ معارضہ خالصہ ہے جو اصل یعنی مقیس علیہ کی علت پر وارد ہو۔اس کی تصویر یہ ہوگی کہ سائل معلل سے کہے میرے پاس ایک دلیل ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے جو علت مقیس علیہ میں متعین کیا ہے وہ علت نہیں ہے بلکہ علت کوئی دوسری چیز ہے۔اس معارضہ خالصہ کو اصولیین نے باطل کہا ہے کہ اس میں معارضہ پیش کرنے والے کی جانب سے معلل کی ثابت شدہ علت اصل کا انکار ہوتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس سے عدم علت کا ثبوت ہوگا اور عدم علت عدم حکم کو مستلزم نہیں اس لئے کہ ایک علت کی نفی حکم کی تمام علتوں کی نفی نہیں۔ممکن ہے کہ حکم

https://t.me/faizanealahazrat

اس علت سے ثابت نہ ہو کسی دوسری علت سے ثابت ہو۔ حاصل یہ ہے کہ معارضہ مذکورہ سے نفی حکم ضروری نہیں لہذا یہ لغو اور باطل ہوا۔ مثلاً حرمت ربو کی علت احناف نے قدر وجنس کو قرار دیا شوافع نے اس کا انکار کیا شوافع نے ثمنیت کو علت قرار دیا مالکیہ نے اس کا انکار کیا مالکیہ نے اقتیات وادخار کو علت قرار دیا احناف وشوافع نے انکار کیا واضح ہے کہ انکار سے حکم پر کوئی اثر نہ پڑا۔ تو ایسا معارضہ بیکار ولغو ہے۔ اس لئے اس کو باطل کہا گیا۔ واللہ تعالی اعلم۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

محکوم بہ یعنی افعال مکلفین کی بحث

فعل مکلف کی کل چار قسمیں ہیں۔

(۱) حقوق اللہ خالصہ: وہ افعال مکلفین ہیں جن سے عام لوگوں کا نفع متعلق ہو۔ مثلاً حرمت زنا، تعظیم بیت اللہ شریف۔

نوٹ: حقوق کی نسبت اللہ کی طرف محض تعظیما وتشریفا ہے ورنہ اللہ انتفاع سے بے نیاز ہے۔

(۲) حقوق العباد خالصہ: وہ افعال مکلفین جن سے خاص لوگوں کی مصلحت متعلق ہو۔ جیسے مال غیر کی حرمت

(۳) حقوق اللہ اغلبی: وہ افعال مکلفین جن میں حق العباد کا بھی معنی ہو لیکن حقوق اللہ کا معنی غالب ہو جیسے حد قذف۔ یہ حق اللہ اس حیثیت سے ہے کہ اس میں پاک دامن نیک بندے کی ہتک عزت کی سزا ہے اور حق العباد اس حیثیت سے ہے کہ اس میں ازالہ عار مقذوف ہے۔ لیکن حق اللہ غالب ہے اس حیثیت سے کہ اس میں وراثت اور عفو جاری نہیں ہو سکتی۔

(۴) حقوق العباد اغلبی: وہ افعال مکلفین جن میں حق اللہ کا بھی معنی ہو لیکن حق العباد کا معنی غالب ہو جیسے قصاص۔ حق اللہ اس حیثیت سے ہے کہ اس میں دنیا کو فساد سے پاک وصاف کرنا ہے۔ اور حق العبد اس حیثیت سے کہ اس سے مقتول کے ورثہ کی دل شکنی کو دور کرنا ہے۔ حق العبد غالب اس حیثیت سے ہے کہ اس میں وراثت اور اعتیاض اور عفو جاری ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

حقوق اللہ خالصہ کی کل آٹھ قسمیں ہیں

(۱) عبادات خالصہ: وہ حقوق اللہ ہیں جن میں سزا اور ٹیکس کا معنی نہ پایا جائے۔ جیسے ایمان، نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ

(۲) عقوبات کاملہ: یعنی خالص سزائیں جیسے زنا کی سزا، چوری کی سزا، شراب

https://t.me/faizanealahazrat

نوشی کی سزا، یہ سب تحفظ انسانیت کے لئے ہیں۔

(۳) عقوبات قاصرہ: یعنی محدود سزائیں جیسے قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کردینا۔

(۴) وہ حقوق جو عبادت اور عقوبت کے درمیان دائر ہوں جیسے قتل خطا کے قاتل کے لئے کفارہ قتل یا عمداً روزہ رمضان بلا عذر توڑ دینے والے کے لئے کفارہ۔ بلکہ جملہ کفارات اسکی مثال بن سکتے ہیں اس لئے کہ کفارہ بطور سزا واجب ہوتا ہے اور اس میں عبادت کا پہلو بھی ہے وہ اس طرح کہ کفارہ کی ادائیگی عبادت ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔

(۵) وہ حقوق جن میں معنی عبادت کے ساتھ ساتھ معنی مؤنت یعنی ٹیکس کی بھی صورت ہو۔ جیسے صدقہ فطر، اس اعتبار سے عبادت ہے کہ اس میں محتاجوں پر صدقہ کر کے اللہ تبارک وتعالی کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور ٹیکس کا پہلو اس اعتبار سے ہے کہ یہ نفس انسانی کا ٹیکس ہے۔

(۶) وہ حقوق جن میں معنی ٹیکس ہو اور ساتھ ہی عبادت کا بھی پہلو ہو جیسے عشر کہ یہ در اصل عشری زمین کا ٹیکس ہے اور اس اعتبار سے کہ یہ مساکین ہی پر صرف ہوگا عبادت ہے۔

(۷) وہ حقوق جن میں صرف ٹیکس کا پہلو ہو اور ساتھ ساتھ عقوبت بھی ہو۔ جیسے خراج یہ صرف ان غیر مسلموں پر عائد ہوتا ہے جن کے قبضے میں اسلامی حکومت نے کاشت کی زمین چھوڑ رکھی ہے۔

مسئلہ: کسی مسلمان نے غیر مسلم سے خراجی زمین خرید لی تو اب مسلمان پر بھی خراج لازم ہوگا خراج ہی لیا جائے گا عشر نہیں لیا جائیگا۔ (بہار شریعت)

(۸) وہ حقوق جو قائم بنفسھا ہوں: قائم بنفسہ سے مراد یہ ہے کہ یہ ایسا حق ہے کہ اس کے ذریعہ بندے کے ذمہ کسی شی کی ادائیگی واجب نہیں جیسے مال غنیمت کا خمس، معادن کا خمس، یہ ایسا حق ہے جو صرف اللہ تعالی کے لئے ثابت ہے اس میں مصالح دینیہ کا تحفظ ہے۔

حقوق العباد خالصہ کی بہت زیادہ قسمیں ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔ مثلاً ملک مبیع، ملک طلاق، ضمان مغصوب، وغیرہا۔

https://t.me/faizanealahazrat

عبادات میں اسباب تخفیف کل سات ہیں۔(الاشباہ ص ۷۵)

(۱)سفر شرعی (۲) مرض (۳) اکراہ (۴) نسیان (۵) جہل

(۶) دشواری عموم بلوی (۷) نقص

تخفیفات شرع کل سات طرح کی ہوتی ہیں (الاشباہ ص ۸۳)

(۱) تخفیف اسقاط: جیسے اعذار شرعیہ کے وقت اسقاط عبادات۔

(۲) تخفیف تنقیص: جیسے نماز میں۔

(۳) تخفیف ابدال: جیسے وضو وغسل کی جگہ اجازت تیمم۔

(۴) تخفیف تقدیم: جیسے حولان حول سے پہلے ادائیگی زکوۃ۔

(۵) تخفیف تاخیر: جیسے روزۂ رمضان مریض ومسافر کے لئے۔

(۶) تخفیف ترخیص: جیسے ڈھیلا کے ذریعہ استنجا۔

(۷) تخفیف تغییر: جیسے صلوۃ خوف میں تغییر نظم صلوۃ۔

فعل مکلّف کے متعلقات چار ہیں

(۱) سبب (۲) علت (۳) شرط (۴) علامت

(۱) سبب: وہ شی ہے جو بعض حالات میں حکم مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔ بغیر اس کہ وجود حکم میں اس کی کوئی تاثیر ہو اور وجوب حکم اس کی طرف منسوب ہو۔ اسی کو سبب حقیقی بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) علت: عند الشرع اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف ابتداء ہی وجوب حکم منسوب ہو۔

(۳) شرط: عند الشرع اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف وجود حکم منسوب ہو۔

(۴) علامت: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ وجود حکم پہچان لیا جائے۔

شئی کے مراتب خمسہ اور انکے احکام

(۱) ضرورت: یہ کہ اس کے بغیر گزر نہ ہو سکے جیسے مکان میں جُحرٌ یتدخلہ۔ وہ سوراخ جس میں آدمی بزور سما سکے۔ کھانے میں لقیمات یقمن

https://t.me/faizanealahazrat

صلبہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے کہ سدرمق کریں ادائے فرض کی طاقت دیں۔لباس میں خرقۃ تواری عورتہ اتنا ٹکڑا کہ ستر عورت کرے۔

(۲) حاجت: یہ کہ بے اس کے ضرر ہو جیسے مکان اتنا کہ گرمی، جاڑے، برسات کی تکلیفوں سے بچا جاسکے۔کھانا اتنا جس سے ادائے واجبات وسنن کی قوت ملے، کپڑا، اتنا کہ جاڑا روکے۔ اتنا بدن ڈھکے جس کا کھولنا نماز اور مجمع ناس میں خلاف ادب وتہذیب ہے مثلاً صرف پاجامے سے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) منفعت: یہ کہ بغیر اس کے ضرر تو موجود نہیں مگر اس کا ہونا اصل مقصود میں نافع ومفید ہے جیسے مکان میں بلندی ووسعت۔کھانے میں سرکہ، چٹنی، سیری، لباس نماز میں عمامہ۔

زینت: یہ کہ مقصود سے محض بالائی زائد بات ہے جس سے ایک معمولی افزائش حسن وخوش نمائی کے سوا اور نفع وتائید غرض نہیں۔جیسے مکان کے دروں میں محرابیں، کھانے میں رنگتیں، کہ قورمہ خوب سرخ ہو، فرنی نہایت سفید براق ہو۔کپڑے میں بخیہ باریک ہو، قطع میں کج نہ ہو۔

(۵) فضول: یہ کہ بے منفعت چیز میں حد سے زیادہ توسع وتدقیق جیسے مکان میں سونے چاندی کے کلس، دیواروں پر قیمتی غلاف، کھانا کھائے پر میوے شیرینیاں، پائچے گٹوں سے نیچے۔

اول (ضرورت) مرتبہ فرض میں ہے۔

دوم (حاجت) مرتبہ واجب وسنن موکدہ میں ہے۔

سوم وچہارم: یعنی منفعت اور زینت، سنن غیر موکدہ اور آداب زائدہ تک۔

پنجم: یعنی فضول باختلاف مراتب مباح، مکروہ تنزیہی، وتحریمی سے حرام تک۔

(ماخوذ از فتاوی رضوی)

فائدہ: ضرورت کی جو تعریف گذری یہی ضرورت شرعیہ ہے اسی کے متعلق اصولیین نے ایک قائدہ کلیہ بیان فرمایا۔الضرورات تبیح المحظورات۔(الاشباہ والنظائر)

https://t.me/faizanealahazrat

ضرورت شرعیہ کا جب تحقق ہو جائے تو حرام کا استعمال مباح ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه۔
اس کے تحقق کی صورت یہ ہوگی کہ ایک شی حرام ہے اور ایک انسان ایسا ہے کہ اگر وہ اس حرام کو استعمال نہ کرے تو مر جائے یا قریب بہ موت ہو جائے۔

حاجت کے تحقق کی صورت یہ ہوگی کہ ایک شخص بھوکا ہے اس کے پاس ایک حرام شی کے علاوہ کوئی چیز نہیں وہ شخص اتنا سخت بھوکا ہے کہ اگر اس شی حرام کو نہ کھائے تو سخت مشقت میں مبتلا ہو جائے گا لیکن ہلاک یا قریب بہ ہلاک نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں شی حرام کا استعمال مباح نہ ہوگا۔ (ماخوذ از غمز عیون البصائر علی حاشیہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۱)

فائدہ: حاجت جب ضرورت کی منزل میں آجائے خواہ وہ حاجت عامہ ہو یا حاجت خاصہ۔ تو حاجت سے بھی ناجائز حکم جواز میں آجاتا ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت او خاصة۔ و لهذا جوزت الاجارة على خلاف القياس للحاجة ۔ حاجت ضرورت کی منزل میں آجاتی ہے خواہ وہ عام ہو یا خاص اور اسی لئے اجارہ حاجت ہی کی بنیاد پر خلاف قیاس جائز قرار دیا گیا۔

استقراض بالربح، بیع سلم، استصناع، بیع وفا سب اسی قبیل سے ہیں۔ کہ قیاس ان سب کے عدم جواز کا ہے لیکن حاجت جب ضرورت کی منزل میں آگئی تو ان سب کو فقہا نے جائز قرار دیا۔ واللہ تعالی اعلم

https://t.me/faizanealahazrat

اهم قواعد فقهیه

(۱)لا ثواب الا بالنية: نیت کے بغیر ثواب نہیں۔

عبادات مقصودہ میں نیت بالاجماع شرط ہے کہ بغیر نیت صحیح نہ ہونگی، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔

عبادات غیر مقصودہ کی صحت کے لئے نیت شرط نہیں جیسے غسل، وضو، طہارت ثوب ومکان، مسح خفین وغیرہ۔

اکثر معاملات میں انعقاد کے لئے نیت کی شرط نہیں جیسے بیع، ہبہ، طلاق صریح، کفر وغیرہ

(۲)الامور بمقاصدها: امور کا اعتبار ان کے مقاصد سے ہوتا ہے۔العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للالفاظ والمباني۔ عقود میں مقاصد ومعانی کا اعتبار ہے الفاظ اور جملوں کا اعتبار نہیں۔

(۳)اليقين لايزول بالشك: یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا اس قاعدہ کلیہ کے تحت چند ذیلی قاعدے بھی ہیں۔

(الف)الاصل بقاء ماكان على ماكان :اصل یہ ہے کہ جو چیز جس طرح تھی اسی طرح اس کو باقی مانا جائے۔

(ب)ما ثبت بزمان يحكم ببقائه مالم يرد دليل على خلافه:جو چیز کسی زمانے میں ثابت ہو اس کے باقی رہنے کا حکم لگایا جائے گا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو۔

(ج) الاصل فى الصفات العارضة العدم :عارضی صفات میں عدم اصل ہے۔

(د) الاصل فى الصفات الاصلية الوجود صفات اصلیہ لازمہ میں اصل وجود ہے۔

(ہ) الاصل براءة الذمة:اصل بری الذمہ ہونا ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

(و) من شك هل فعل شيئا ام لا فالاصل انه لم يفعل: جس نے شک کیا کہ اس نے فلاں کام کیا یا نہیں تو اصل یہ ہے کہ اس نے نہیں کیا۔

(ز) ما ثبت بيقين لا ير تفع الا بيقين : جو چیز یقین سے ثابت ہو یقین سے ہی ختم ہوگی۔

(ح) الاصل اضافة الحادث الى اقرب اوقاته: اصل یہ ہے کہ نئی پیش آمدہ چیز کو اس کے قریب ترین وقت کی طرف منسوب کیا جائے۔

(ط) الاصل فى الاشياء الاباحة : اشیا میں اصل اباحت ہے یعنی جب تک کہ کوئی دلیل اس کے خلاف نہ ہو حکم اباحت ہی ہوگا۔

(ی) الاصل فى الأبضاع التحريم : ملک بضعہ میں اصل حرمت ہی ہے۔ لكن ابيح للضرورة۔ لیکن ضرورت کی وجہ سے مباح قرار دی گئی۔

(ک) الاصل فى الكلام الحقيقة: کلام میں اصل حقیقت ہے۔

(۴) المشقة تجلب التيسير: مشقت آسانی پیدا کرتی ہے۔

(۵) الضرر يزال: ضرر کا ازالہ کیا جائیگا۔ اس قاعدہ کلیہ کے تحت بھی چند قاعدے ضمنی ہیں۔

(الف) الضرورات تبيح المحظورات :ضرورات شرعیہ ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

(ب) ما ابيح للضرورة يقدر بقدرها: جو چیز ضرورت کی بنیاد پر جائز ہوتی ہیں وہ ضرورت کی مقدار ہی بھر جائز رہیں گی۔

(ج) ما جاز لعذر بطل بزواله : جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہو وہ عذر کے ختم ہونے سے باطل ہو جاتی ہے۔

(د) الضرر لا يزال بالضرر: ضرر ضرر سے زائل نہیں کیا جائیگا۔

(ہ) ما اذا تعارض مفسدتان روعى اعظمها ضررا بارتكاب اخفهما۔ جب دو مفسد اکٹھا ہو جائیں تو اخف مفسد کے ارتکاب سے اعظم مفسد کی رعایت

https://t.me/faizanealahazrat

کی جائیگی۔اس ضابطہ کی بنیاد :من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما: پر ہے۔

(و) درء المفاسد اولی من جلب المصالح :دفع مفاسد منافع حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

(ز) الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت او خاصۃ :حاجت عام ہو یا خاص کبھی ضرورت کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

(۶) العادۃ محکمۃ: عادت فیصلہ کن ہوتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن :مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

عادت: وہ کام جو طبائع سلیمہ سے بار بار بآسانی صادر ہوں اسی کو عرف عملی اور تعامل بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس قاعدہ کلیہ کے تحت بھی چند ضمنی قاعدے آتے ہیں۔

(الف) المعروف عرفا کالمشروط شرعا :جو عرف میں مشہور ہو وہ مشروط شرعی کی طرح ہے۔

(ب) الحقیقۃ تترک بدلالۃ العادۃ: دلالت عادت کی بنیاد پر حقیقت چھوڑ دی جاتی ہے۔

(ج) الکتاب کالخطاب: تحریر قول کی منزل میں ہے۔

(د) التعیین بالعرف کالتعیین بالنص: تعیین بالعرف تعیین بالنص کے حکم میں ہے۔

(۷) اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام : جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

(۸) اذا اجتمع المانع والمقتضی فیقدم المانع :جب مانع اور مقتضی اکٹھا ہوں تو مانع کو ترجیح حاصل ہوگی۔

https://t.me/faizanealahazrat

(۹) الحدود تدرأ با لشبهات : حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ حدیث ہے ادفعوا الحدود ما استطعتم۔

(۱۰) اعمال الکلام اولی من اهماله : کلام کو کارآمد بنانا لغو قرار دینے سے بہتر ہے۔

(۱۱) لا ینسب الی ساکت قول: ساکت کی طرف کوئی قول منسوب نہ ہوگا۔

(۱۲) الفرض افضل من النفل الا فی مسائل: بعض مسائل کے علاوہ میں فرض نفل سے افضل ہے۔

(۱۳) ما حرم اخذه حرم اعطائه: جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔

(۱۴) ما حرم فعله حرم طلبه: جس چیز کا کرنا حرام اس کی طلب بھی حرام ہے۔

(۱۵) الولایة الخاصة اقوی من الولایة العامة: ولایت خاصہ ولایت عامہ سے اقوی ہوتی ہے۔

(۱۶) لا عبرة با لظن البین خطوئه: ایسا ظن جس کی خطا ظاہر ہو اس کا اعتبار نہیں۔

(۱۷) اذا اجتمع المباشر والمتسبب اضیف الحکم الی المباشر: جب فاعل اور متسبب اکٹھا ہوں تو حکم فاعل کی طرف منسوب ہوگا۔

(۱۸) من استعجل الشئی قبل اوانه عوقب بحرمانه: قبل از وقت شئی میں جلدی کرنے والا اس شئی سے محروم ہو جاتا ہے۔

Islamic Publisher

https://t.me/faizanealahazrat

ضابطہ افتا

فتوی مطلقا قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی پر دیا جائیگا۔ صورۃً اس سے عدول کے اسباب کل چھ ہیں۔

(۱)ضرورت (۲)حرج (۳)عرف (۴)تعامل (۵)اہم مصلحت (۶)فساد

فتوی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فتوی حقیقی ۔(۲) فتوی عرفی۔

فتوی حقیقی: وہ فتوی جو تفصیلی دلائل کی معرفت کے بعد دیا جائے جو حضرات اس طرح فتوی جاری کرتے رہے وہی اصحاب فتوی ہیں۔ جیسے فقیہ ابو جعفر، فقیہ ابواللیث وغیرھما۔

فتوی عرفی: وہ فتوی ہے جسمیں سرف امام اعظم کے اقوال بتائے جائیں۔ دلیل کا علم نہ ہو محض تقلید کے طور پر ایسا کرے۔ جیسے فتاوی ابن نجیم، فتاوی خیریہ، فتاویٰ رضویہ وغیرھا۔

افتاء: کسی چیز پر اعتماد کر کے سائل کو یہ بتا دینا کہ تم نے جو سوال کیا اس میں شرع کا حکم یہ ہے۔

صحیح اور اصح کسی قول میں جمع ہو جائیں اور دونوں کسی ایک ہی قائل کے قول ہیں تو اصح پر فتوی دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں کے قائل الگ الگ ہیں تو صحیح پر فتوی دیا جائیگا۔ (شرح عقود رسم المفتی)

مسائل اصحاب حنفیہ کے کل تین درجے ہیں

(۱) مسائل اصول: یہ وہ مسائل ہیں جو امام اعظم اور امام ابو یوسف امام محمد رحہم اللہ سے مروی ہوں انھیں مسائل کو مسائل ظاہر الروایہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) مسائل نوادر: یہ وہ مسائل ہیں انھیں حضرات ثلثہ ہی سے مروی ہو لیکن کتب اصول میں مذکور نہ ہوں بلکہ امام محمد علیہ الرحمہ کی دوسری کتابوں میں مذکور ہوں جیسے کیسانیات، رقیات، ہارونیات، جرجانیات نامی کتابوں میں ذکر کردہ مسائل۔ انھیں مسائل کو مسائل غیر ظاہر الروایہ بھی کہا جاتا ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

(۳) فتاوی وراقعات: یہ وہ مسائل ہیں جن کو مجتہدین متاخرین نے استنباط کیا جب ائمہ ثلثہ اوران کے اصحاب یا اصحاب کی کوئی روایت نہ ملی۔

ظاہر الروایۃ اور اصول: وہ مسائل ہیں جو امام محمد علیہ الرحمہ کی کتب ستہ میں پائے جائیں کتب ستہ یہ ہے۔ مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، واضح رہے کہ کتب سیہ میں وہی مسائل مذکور ہیں جو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے بطور متواتر اور مشہور بروایات ثقات ثابت ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف روایت کے اسباب کل پانچ ہیں۔

(۱) غلط فی السماع یعنی راویان سے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

(۲) قول مرجوع الیہ کا علم نہ ہونا۔

(۳) ایک قول علی وجہ القیاس تھا دوسرا قول علی وجہ الاستحسان۔ تو کسی نے قیاس قول سنا تو کسی نے استحسانی قول۔

(۴) ایک قول حکم اصلی کے طور پر دوسرا قول علی سنیل الاحتیاط تو کسی نے حکم اصلی سنا تو کسی نے قول احتیاطی۔

(۵) تر دو مجتہدی الا دلہ، اختلاف قولین کی قبیل سے نہیں اس لئے کہ اختلاف فی القولین منقول عنہ کی جانب سے ہوتا ہے ناقل کی جانب سے نہیں اور اختلاف فی الروایتین ناقل ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

اجتہاد اور مجتہد

اجتہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا، قوت صرف کرنا، مشقت برداشت کرنا۔

اجتہاد اصطلاحی: کسی حکم شرعی کا ظن حاصل کرنے کے لئے فقیہ کی کوشش کا نام ہے اجتہاد ہے۔ یا کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کے لئے کتاب وسنت سے استدلال میں ذہنی فکری قوت صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔ (ملخص از کتاب التعریفات للسید الشریف الجرجانی)

حضرت امام غزالی نے اجتہاد کی تعریف اس طرح فرمائی ۔

اجتہاد: احکام شرعیہ کا علم حاصل کرنے کے لئے عالم فقہ کی اعلی درجہ کی کوشش کا نام اجتہاد ہے۔

اجتہاد: نا قابل ملامت معاملات میں فقہا کے غور وفکر کا نام اجتہاد ہے۔

اجتہاد: عالم فقہ کا اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو صرف کر کے احکام شرعیہ کے استنباط کا نام اجتہاد ہے۔

شرائط اجتهاد

شرط اول: اجتہاد ایسا شخص کرسکتا ہے جس کا علم تمام علوم شرعیہ کو محیط ہو یعنی کتاب اللہ، سنت، اجماع امت، کے دقائق پر عمیق نظر رکھتا ہو اور غور وفکر کر کے حکم شرعی اخذ کر سکے۔

شرط ثانی: یہ ہے کہ صاحب اجتہاد نیک متقی پر ہیز گار ہو حتی کہ مواقع تہمت سے بھی احتراز کرے۔

احاطہ علوم شرعیہ کے لئے بہت سارے دوسرے علوم درکار ہونگے کہ ان کے بغیر علوم شرعیہ کا احاطہ ناممکن ہوگا مثلا علم الکتاب والسنۃ اور ان کے اصول کا علم جس میں فصاحت ، بلاغت ، علم البیان ، علم المعانی علم البدیع سب داخل ہیں نیز علم السنۃ کے لئے علم رجال حدیث بھی لازم ہے۔ اسی طرح علم صرف ونحو اور قوت استدلال کے لئے بعض علوم عقلیہ بھی اور علم الکلام کے ضروری مسائل کا علم بھی ضروری ہے۔ نیز قیاس کے طریقے بھی جانتا ہو بلکہ قیاس پر ملکہ ہونا ضروری ہے۔

جواز اجتہاد پر دلائل قرآن مجید میں ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat

(۱)فاعتبروایا اولی الابصار:

ترجمہ:اے عقل والو! قیاس کرو۔

(۲) اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم:

ترجمہ:حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

خدا اور رسول کے ارشادات کی اطاعت کے بعد اولوا الامر کے اقوال کی اطاعت جواز اجتہاد پر دلیل ہے۔یعنی ارشادات الٰہیہ اور نبویہ میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو اولوالامر اپنی علمی کوشش سے جو حکم جاری کریں اس پر عمل کرو اس سے صحت اجتہاد مستفاد ہے۔

حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں صراحۃ لفظ اجتہاد آیا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اللہ کی حمد بیان فرمائی۔حدیث کا متن حسب ذیل ہے عن معاذ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال کیف تقضی فقال اقضی بما فی کتاب اللّٰہ قال فان لم یکن فی کتاب اللّٰہ قال فبسنة رسول اللّٰہ قال فان لم یکن فی سنة رسول اللّٰہ قال اجتھد برائی قال الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسول اللّٰہ ۔(ترمذی) حضرت معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے معاذ کو یمن بھیجا تو فرمایا کیسے فیصلہ کرو گے انھوں نے عرض کیا میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو عرض کیا سنت رسول اللہ سے فیصلہ کرونگا فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ہو تو عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حمد ہے اللہ تعالی کی جس نے رسول اللہ کے قاصد کو توفیق سے نوازا۔

دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں تو اجتہاد پر حصول اجر وثواب کی ضمانت ہے۔

عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی تعالی علیه وسلم اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فله اجران واذا حکم فاخطأ فله اجر واحد۔(ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

https://t.me/faizanealahazrat

اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرے تو اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور اجتہاد میں خطا کر جائے تو ایک اجر ہے۔

اجتہاد کن مسائل میں معتبر ہوگا

اجتہاد صرف ان مسائل ہی میں معتبر ہوگا جن سے متعلق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں صراحۃ کوئی حکم نہ ہو اور کبھی بظاہر متعارض آیات و متعارض احادیث میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے اور کبھی کسی لفظ کے متعدد معانی میں کسی کو ترجیح دینے کے لئے بھی اجتہاد کیا جاتا ہے۔

طبقات فقہا کل چھ ہیں۔

(۱) مجتہد فی الشرع: وہ حضرات ہیں جنھوں نے اجتہاد کرنے کے قواعد بنائے جیسے ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۲) مجتہد فی المذہب: وہ حضرات ہیں جو اصول اجتہاد میں ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں پھر انھیں اصول کی روشنی میں مسائل شرعیہ فرعیہ استنباط کرتے ہیں۔ جیسے امام ابویوسف امام محمد و زفر رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳) مجتہد فی المسائل: وہ حضرات ہیں جو قواعد اور مسائل فرعیہ دونوں میں مقلد ہیں مگر وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ کی تصریح نہیں ملتی ان کو دلائل شرعیہ سے نکال سکتے ہوں۔ جیسے امام طحاوی قاضی خان شمس الائمہ سرخسی وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۴) اصحاب تخریج: وہ حضرات ہیں جو اجتہاد بالکل نہیں کرتے ہاں ائمہ کرام میں کسی کے قول مجمل کی تفصیل کرتے ہیں جیسے امام کرخی وغیرہ۔

(۵) اصحاب ترجیح: وہ حضرات ہیں جو امام اعظم کی چند روایات میں سے بعض کو ترجیح دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے صاحب ہدایہ صاحب قدوری وغیرھما۔

(۶) اصحاب تمیز وہ حضرات ہیں جو ظاہر مذہب اور روایت نادرہ قوی اقوی ضعیف میں فرق کر سکتے ہیں۔ جیسے صاحب کنز صاحب درمختار وغیرہ۔

https://t.me/faizanealahazrat

تقلید کی شرعی حیثیت

تقلید: کسی غیر کی بات بغیر طلب حجت مان کر اس پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے، یہاں ہر شخص دینی معاملات ہوں یا دنیاوی، تجارت ہو یا زراعت، علاج و معالجہ ہو یا خانگی معاملات، تمام شعبہ حیات میں کسی نہ کسی کی دانستہ یا نادانستہ بہر حال تقلید کرتا ہے۔ مثلاً ہم اپنے دنیاوی معاملات میں دنیا داروں کی تقلید کرتے ہیں بیمار ہیں تو ڈاکٹر کا مشورہ بلا چون و چرا مانتے ہیں۔ جو وہ کہتا ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ کورٹ میں مقدمہ ہے تو ماہر وکیل کے پاس جاتے ہیں جو وہ کہتا ہے اس کی تقلید کرتے ہیں۔ ہرگز کسی وکیل اور ڈاکٹر سے بحث و مباحثہ نہیں کرتے۔ حاصل یہ کہ تقلید ہماری زندگی کا حصہ ہے اس سے کسی کو مفر نہیں ہو سکتا۔

سوال: دنیاوی معاملات میں تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ تقلید کی ضرورت ہے۔ لیکن دینی معاملات میں کیا ضرورت جب خدا نے ارشاد فرما دیا۔ الیوم اکملتُ لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ تو قرآن و حدیث کی موجودگی میں تقلید کی کیا ضرورت؟

جواب: بلا شبہ قرآن و حدیث ہی ہمارے لئے لائحہ عمل ہیں اور مکمل ضابطہ حیات ہیں۔ لیکن قرآن و حدیث سے ہر ہر شخص مسائل اخذ کر لے عادۃً ناممکن ہے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے مختلف طبقات کے لوگ ہیں۔

(۱) پہلا طبقہ جس نے دینی، دنیوی کوئی علم حاصل نہیں کیا۔

(۲) دوسرا طبقہ وہ جس نے دنیاوی علوم تو حاصل کیا لیکن دینی تعلیمات سے نابلد ہے۔

(۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے علوم دینیہ تو حاصل کیا لیکن فقہی بصیرت نہیں۔

(۴) چوتھا طبقہ وہ جس نے علوم دینیہ تو حاصل کیا اسے فقہی بصیرت بھی ہے لیکن قرآن و حدیث سے استنباط مسائل کی صلاحیت نہیں۔ اِن چاروں طبقات کے لوگ براہ

https://t.me/faizanealahazrat

راست قرآن وحدیث سے احکام شرعیہ کا استنباط نہیں کر سکتے تو لامحالہ ان کو احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لئے کسی مجتہد اور ماہر فقہ اسلامی کی تحقیق پر اعتماد کرنا ہوگا اور یہی تقلید ہے۔تقلید کے واجب ہونے پر دلیل۔قرآن مجید میں ہے۔

(۱) فاسئلوا اهل لذكر ان كنتم لا تعلمون۔تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

(۲) فلولا نفر من كل فرقة منهم طآئفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذارجعوا اليهم لعلهم يحذرون۔

ترجمہ: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔

حدیث شریف میں بھی تقلید پر زور دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جو جاہل ہے وہ عالم کے سامنے معاملہ پیش کرے۔

ارشاد رسول ہے۔فانما شفاء العى السوالُ۔عاجز انجان کی شفا سوال میں ہے۔

فما علمتم منه فقولوا وما جهلتم فكلوه الى عالمه۔(مشکوۃ ۳۵)

قرآن کی جس بات کا تمھیں علم ہو اس کو بیان کرو اور جو نہ جانو اسے اس کے عالم کے سپرد کرو۔

آیات مبارکہ اور دونوں احادیث مبارکہ سے صاف عیاں ہے کہ عامی شخص کو اہل علم کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔اسی کا نام تقلید ہے۔

Islamic Publisher
https://t.me/faizanealahazrat